سورۃ النساء (آیات 64 تا 65)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِـيْمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَــرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِــيْمًا ۝

’’اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اِس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔ اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی اُن کے لیے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے۔ تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔‘‘

ان آیات میں اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت کا ذکر ہے۔ فرمایا، ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ رسول کی اطاعت ایمان کی شرط اول ہے۔ جو لوگ اس سے گریزاں ہوں، رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو تسلیم نہ کریں، وہ ایمان حقیقی سے محروم ہیں۔ چنانچہ آگے قسم کھا کر فرمایا کہ یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ اُن تمام تنازعات میں جو ان کے مابین پیدا ہوں، آپ کو حکم (منصف) نہ مان لیں۔ یہاں کوئی Choice نہیں ہے کہ اگر چاہیں تو آپؐ سے فیصلہ کروالیں اور چاہیں تو ’’طاغوت‘‘ سے رجوع کریں، نہیں بلکہ ان میں جو بھی جھگڑا، اختلاف اور مسئلہ پیدا ہو اُس میں آپؐ کو حکم ماننا ہوگا۔ آگے پھر جلال کا انداز ہے کہ جب آپؐ فیصلہ کردیں تو اس پر اپنے دل میں ہرگز تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ آپؐ کے فیصلے کو پوری خوش دلی اور آمادگی سے قبول کریں، جیسا کہ قبول کرنے کا حق ہے۔

اللہ کی اطاعت تو واضح تھی مگر رسول ﷺ شخصاً صحابہ کرامؓ کے درمیان موجود تھے۔ آپؐ کی لوگوں کے ساتھ رشتہ داریاں تھیں۔ وہاں آپؐ کے خسر بھی تھے۔ داماد بھی تھے، بیویاں بھی تھیں، دوسرے رشتہ دار بھی تھے۔ ان لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاملہ کرتے وقت یہ فرق کرنا بڑا مشکل تھا آپؐ نے کس وقت رشتہ داری کا لحاظ کرنا ہے اور کس وقت آپؐ ایک رسولؐ کی حیثیت سے حکم دے رہے ہیں۔ حضرت حمزہؓ آپؐ کے چچا تھے مگر اطاعت کے معاملے میں انہیں بھی آپؐ کے فیصلہ کے سامنے سر جھکانا تھا، کیونکہ آپؐ اللہ کے رسول کی حیثیت سے حکم دے رہے تھے۔ ایمان لانے کے بعد مومنین کے لیے یہ اطاعت مشکل نہ رہی، ہاں منافقین کے لیے یہ بہت دشوار تھی۔ وہ قدم قدم پر رکتے تھے، کہ ایک انسان کی اطاعت کیوں کریں۔ یہ ویسی ہی صورت حال تھی کہ عورت کی طبیعت اس بات سے ابا کرتی ہے کہ وہ شوہر کی فرماں برداری کرے۔ عورت بھی مکمل انسان ہے۔ اُس کے بھی احساسات ہیں۔ شوہر کی قوامیت کو تسلیم کرنا اُس کے لیے آسان نہیں ہوتا۔ مگر یہ بات جب ایمان حقیقی کی روشنی میں اللہ کے حکم کی حیثیت سے سامنے آئے تو مشکل نہیں رہتی۔

رمضان کا آخری عشرہ

فرمانِ نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

((عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: ((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَہٗ وَاَحْیٰی لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ)) (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا: ’’رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں اپنی تہبند کو مضبوط باندھتے (تاکہ خوب عبادت کریں) اور پوری رات عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو (عبادت کے لیے) جگاتے۔‘‘

رمضان کے پہلے عشرکو رحمت، دوسرے کو مغفرت اور تیسرے کو جہنم سے رہائی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ تیسرے عشرے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں وہ شب (لیلۃ القدر) بھی آتی ہے جس میں قرآن حکیم کا نزول ہوا جو ظلمت اور تاریکی میں روشنی اور نور وضیاء کا چراغ ہے۔ نبی اکرم ﷺ اس عشرے میں بطور خاص عبادت کا اہتمام فرماتے تھے۔ اس کی راتوں میں عبادات میں اور کثرت ہو جاتی تھی۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اس عشرے کی راتوں میں شب بیداری کا اہتمام کریں۔ قرآن حکیم کی تلاوت اور سمجھ بوجھ حاصل کریں۔ نوافل، ذکر اذکار اور دعا و مناجات کے ذریعے اپنے رب کو راضی کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

ٹھیک چار سال بعد

ایک کالم نگار نے توجہ دلائی ہے کہ پاکستان اور کشمیر میں زلزلہ افغانستان پر حملہ کے چار سال بعد عین اسی تاریخ کو آیا ہے جس روز امریکہ کی قیادت میں اتحادی افواج نے افغانستان پر آہن و آتش کی بارش کا آغاز کیا تھا۔ پاکستان جو نائن الیون سے ایک روز پہلے تک افغانستان کا دوست اور طالبان حکومت کا پشت پناہ تھا' اچانک یوٹرن لے کر اس جنگ میں امریکہ کا اہم ترین اتحادی بن گیا۔ امریکہ کو اپنے ہوائی اڈے فراہم کر دیئے۔ اُسے لاجسٹک سپورٹ فراہم کی اور جنگ کے حوالہ سے امریکہ سے Intelligence Share کرنے کا معاہدہ کیا۔ مخبری کرنا چونکہ بڑا توہین آمیز لفظ ہے لہٰذا اس جملے کو انگریزی لبادہ پہنا کر مہذب بنا دیا گیا۔

قوم کو بتایا گیا تھا کہ امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بن کر چار فوائد حاصل کئے گئے ہیں اور کئے جائیں گے (1) امریکہ نے دھمکی دی تھی کہ عدم تعاون کی صورت میں پاکستان کو پتھر اور دھات کی دنیا میں واپس دھکیل دیا جائے گا لہٰذا اس کا اتحادی بن کر اپنی سلامتی اور مستقبل کو محفوظ کر لیا گیا ہے (2) کشمیر کاز کو تقویت پہنچے گی یعنی بعد از جنگ امریکہ ایک اتحادی کی حیثیت سے کشمیر کے مسئلہ کو حل کروائے گا اور بھارت کو پاکستان کی شرائط پر کشمیر کا تصفیہ کرنے پر مجبور کر دے گا (3) ہماری معیشت جو عرصہ سے روبہ زوال ہے' وہ عروج پر ہوگی اور ہم شہد اور دودھ کی نہریں نکال لے آئیں گے' (4) ہمارے ایٹمی اثاثہ جات محفوظ رہ جائیں گے لیکن چار سال بعد عین اُسی روز اذن رب سے زمین نے ایک منٹ اور چند سیکنڈ کے لیے کروٹ لی' جس سے کشمیر' شمالی علاقہ جات اور پاکستان میں ایسی تباہی آئی جو ناقابل بیان ہے اور قلم بھی لرزاں ہے کہ اس کی منظر کشی اُس کے بس کی بات نہیں۔

چار سال پہلے جس سلامتی کے حصول کے لیے ہم نے مکروہ اور گھناؤنا کردار ادا کیا تھا اور اُسے حکمت اور عملیت پسندی کا نام دیا تھا وہ قدرت کی ایک منٹ کی کارروائی سے غارت ہوگئی۔ کشمیر کاز جو در حقیقت ایک پروفیشنل نعرہ ہے اور یار لوگوں کے لیے دنیائے گلشن میں بہار لانے کا ایک ذریعہ بن چکا ہے' وہ کشمیر آدھے سے زیادہ اپنی کاز سمیت زمین بوس ہو گیا ہے۔ سودی بنیادوں پر استوار ہونے والی معیشت جو ری شیڈولنگ کے طفیل پھل پھول رہی تھی ایک منٹ کا جھٹکا برداشت نہ کر سکی اور تہس نہس ہوگئی۔ کہنے والے کہتے ہیں اس کا ملبہ اٹھانے میں کئی برس لگ جائیں گے۔ رہ گئے ایٹمی اثاثہ جات' تو دیار یار (امریکہ) سے بھانت بھانت کی آوازیں اٹھ رہی ہیں' جن سب کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ پاکستان اس خطرناک شے کی حفاظت کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس معاملہ میں بھی ہمارا دوست' ہمارا اتحادی ہماری مدد کو آنے کے لیے تڑپ رہا ہے۔ ایٹمی اثاثہ جات کی حفاظت میں ہمارے اکیلے پن اور ہماری تنہائی نے اُسے بے کل کیا ہوا ہے۔ اس قیامت صغریٰ میں جو لوگ اپنی جان خطرے میں ڈال کر زلزلہ زدگان کی مدد کو پہنچے اُن میں سے اکثریت امریکہ کو مطلوب تھی۔ اُن تنظیم کے کارکن زخمیوں کو کاندھے پر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے جنہیں ہماری روشن خیال حکومت کالعدم قرار دے چکی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو امریکہ بھوکوں تک روٹی پہنچانا اور زخمیوں کے زخم دھونے کو دہشت گردی قرار دے دے۔ شاید اسی لیے مغربی ساز و سامان سے لیس ہماری ان گنت N.G.Os خاموش تماشائی بنی رہیں۔ شاید وہ ملبے تلے دبی کسی مختاراں مائی کی تلاش میں ہوں تاکہ گلشن کا کاروبار مندے کا شکار نہ ہو پائے۔

بہر حال یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک منٹ کی زمینی کارروائی نے ہماری 4 سالہ حکمت و دانش پر مبنی خارجہ پالیسی کو تنکوں کی طرح بکھیر دیا۔ ہماری عملیت پسندی نے پہاڑوں کی لڑھکتی ہوئی چٹانوں کے نیچے سسک سسک کر دم توڑ دیا ہے اور ہمارا زمینی حقائق کا ادراک مارگلہ ٹاور کی طرح کچا گھروندہ ثابت ہوا ہے۔ سب سے ابتر حالت ہماری روشن خیالی کی ہے۔ اس کی بے گور و کفن نعش پر تو نظر ڈالنے کی صدر مشرف کو بھی فرصت نہیں' البتہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ کہیں وقت گزرنے کے ساتھ امریکہ میڈ اتحادی عطر کا اس نعش پر چھڑکاؤ کر کے اس سے اٹھنے والے تعفن' اس کی بدبو اور سڑاند کو مصنوعی خوشبو میں تبدیل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ایسی کوشش کرنے والے ہم سب کے حقیقی دشمن ہوں گے۔

حالیہ زلزلہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ یہ زلزلہ بھی اگر ہمارے اندر ''زلزلہ'' برپا نہ کر سکا' اگر ہماری ترجیحات تلپٹ نہیں ہوئیں' اگر ہمارے شب و روز تبدیل نہیں ہوئے تو ڈریں اُس دن سے جب حاملہ کا حمل گر جائے گا۔ جب ماں بچوں سے دور بھاگے گی' جب انسان ہر ہر شے اپنی نجات پر نچھاور کرنے کو تیار ہوگا۔ جب ایک ہی پکار ہوگی۔ نفسی نفسی!

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 14 — 27 اکتوبر تا 2 نومبر 2005ء — 22 تا 28 رمضان المبارک 1426ھ — شمارہ 40

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود - ایوب بیگ مرزا
فرقان دانش خان - سردار اعوان - محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور- 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن لاہور- 54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

حصہ دوم کی پہلی غزل کا تعارف

''بالِ جبریل'' کی ترتیب خود علامہ اقبال نے اس طرح مقرر کی تھی کہ غزلیات کے دو حصے بنائے تھے۔ حصہ اوّل سولہ غزلوں پر مشتمل ہے جن کی مختصر تشریح ''ندائے خلافت'' کے سابقہ شماروں میں پیش کی جا چکی ہے۔ حصہ دوم میں 61 غزلیات شامل ہیں۔ حصہ دوم کے بعد رباعیات اور پھر منظومات کا سلسلہ ہے۔ غزلیات کے حصہ دوم اور رباعیات کے درمیان ایک قطعہ ہے:۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

اقبال نے حصہ دوم کی پہلی غزل ''سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا'' کا یہ مختصر تعارفی نوٹ بھی لکھا ہے:

''اعلیٰ حضرت شہید امیر المومنین نادر شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے لطف و کرم سے نومبر 1933ء میں مصنف کو حکیم سنائی غزنویؒ کے مزارِ مقدس کی زیارت نصیب ہوئی۔ یہ چند افکار پریشاں، جن میں حکیم ہی کے ایک مشہور قصیدے کی پیروی کی گئی ہے، اُس روزِ سعید کی یادگار میں سپردِ قلم کیے گئے:۔

ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

علامہ اقبال 1933ء میں والئی افغانستان نادر شاہ کی دعوت پر کابل تشریف لے گئے تھے۔ اُن کے ہمراہ سید سلمان ندوی اور سر راس مسعود بھی تھے۔ مقصود یہ تھا کہ تینوں سرکردہ بزرگ افغانستان کے طلبہ کے لیے نصابی کتب کی ترتیب کے سلسلے میں محکمہ تعلیم کی رہنمائی فرمائیں۔ علامہ اقبال پشاور، درۂ خیبر اور جلال آباد کے راستے کابل پہنچے۔ پھر غزنی، ہرات اور قندھار کے راستے واپس آئے۔ اقبال نے اِس سفر کی یادگار کے طور پر مشہور مثنوی ''مسافر'' لکھی۔ جو بعد میں ایک دوسری نظم ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' میں شامل کی گئی۔

''بالِ جبریل'' کے حصہ دوم والی پہلی غزل، پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی نظر میں غزل نہیں، بلکہ ''نظم بلیغ'' ہے۔ یہ غزل ہے یا نظم' یہ ایک فنی مسئلہ ہے۔ خود اقبال نے اسے غزلوں میں شمار کیا ہے۔ اصل بات وہ جذبات ہیں جو حکیم سنائیؒ کے مزار کی زیارت کے موقع پر طاری ہوئے۔ علامہ مرحوم کو حکیم سنائیؒ سے بہت عقیدت تھی۔ چنانچہ جب وہ مزار پر حاضر ہوئے تو بقول علامہ سید سلیمان ندوی اُن پر شدید رقّت طاری ہوگئی اور ایک گوشے میں کھڑے ہو کر بڑی دیر تک زور زور سے روتے رہے۔''

اقبال نے اپنے تعارفی نوٹ میں مولانا رومی کے اِس مشہور شعر کے دوسرے مصرعے کا حوالہ دیا ہے:

عطار روح بود و سنائی دو چشم اُو
ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

یعنی اگر تصوف کو ایک جسم فرض کیا جائے تو خواجہ عطار اُس کی رُوح ہیں اور حکیم سنائیؒ اُس کی آنکھیں ہیں اور ہم (اشارہ اپنی طرف) تو سنائی اور عطار کے بعد آئے ہیں، یعنی اُن کے پیروکار ہیں۔

اقبال نے مولانا رومی کے اِس مصرعے کو ازراہِ عقیدت اپنی طرف منسوب کر لیا ہے، یعنی میں بھی اپنے مرشد مولانا روم کی طرح ان بزرگوں کا مقلد ہوں۔ خواجہ عطار نیشاپوری کا اصل نام فرید الدین ہے۔ اُن کے والد عطار تھے' اس لیے یہ لفظ اُن کے نام کا جزو بن گیا (وفات 627ھ/1229ء)۔ اُن کی تصانیف میں پندنامہ، دیوان، مثنوی اور تذکرۃ الاولیاء آج بھی دستیاب ہیں۔

حکیم سنائی کا پورا نام ابوالمجد مجدود سنائی غزنوی ہے۔ پانچویں صدی ہجری میں غزنوی میں پیدا ہوئے۔ سلطان بہرام شاہ غزنوی کے درباری شاعر تھے اور غلامی اور افلاس کی زندگی بسر کرتے تھے لیکن اُن کے نصیب نے یاوری کی، یعنی دربار سے قطع تعلق کر کے شیخ ابو یوسف ہمدانیؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ مقام حاصل کیا کہ اُسی بہرام شاہ نے، جس کے سامنے یہ دست بستہ کھڑے رہتے تھے' اُن سے یہ درخواست کی کہ اگر حضرت والا میری حقیقی ہمشیرہ کو اپنے عقد میں لانا پسند فرمائیں تو یہ بات میرے لیے موجب صد افتخار ہوگی' لیکن حکیم سنائی نے بہت خوبصورتی کے ساتھ انکار کر دیا۔

پہلی غزل میں پانچ بند ہیں اور ہر بند میں ایک مرکزی خیال پایا جاتا ہے۔ پہلے بند میں اِس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ عشق وہ قوت ہے جس کی بدولت عاشق زمان و مکاں کی قید سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ دوسرے بند میں مسلمانوں کے روحانی اور اخلاقی زوال کا بڑے موثر انداز میں ذکر کیا ہے۔ تیسرے بند میں اس تلخ حقیقت کو واضح کیا ہے کہ آج کے مسلمانوں کے اندر یہ صلاحیت موجود نہیں کہ وہ اقوام عالم کو توحید کا پیغام دے سکیں۔ چوتھے بند میں زوال کا نتیجہ بیان کیا ہے کہ ہم غلام ہو گئے ہیں۔ پانچویں بند میں اقبال نے غلامی سے نجات پانے کا نسخہ تجویز کیا ہے یعنی عشقِ رسول ﷺ۔

پہلی نظم کے یہ پانچ بند پچیس اشعار پر مشتمل ہیں' جن کی شرح آئندہ شمارے میں پیش کی جائے گی' انشاءاللہ!

منبر و محراب

ہولناک زلزلہ، عذابِ الٰہی یا کچھ اور

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 21 اکتوبر 2005ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

تین نقطہ ہائے نظر

موضوع سے متعلقہ آیات کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: اِن دنوں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر ایک ہی خبر ہے اور وہ ہے سرحد اور کشمیر کا المناک زلزلہ۔ اس کے حوالے سے لوگوں کے ذہنوں میں مختلف سوالات پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے جوابات کے طور پر تین نقطہ ہائے نظر سامنے آ رہے ہیں۔

(1) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عذاب الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں جھنجھوڑنے کے لیے تنبیہہ ہے۔ لہٰذا ہمیں اللہ کی طرف پلٹنا چاہیے' گناہوں پر استغفار اور توبہ کرنی چاہیے۔ اِس نقطہ نظر پر مشتمل بہت سے کالم اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں۔

(2) بعض دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ اِس کو عذاب نہیں کہا جا سکتا' اس لیے کہ اگر یہ عذاب ہوتا تو پہلے اُن بستیوں اور شہروں پر آتا جو نسبتاً زیادہ گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ عذاب اولاً لاہور' کراچی اور اسلام آباد پر آتا' جو بُرائی کے اصل گڑھ ہیں۔ کیونکہ بالعموم انہی شہروں سے برائی کا آغاز ہوتا ہے' اور پھر وہ ملک کے کونے کونے تک پھیلتی ہے۔

(3) ان دونوں نقطہ ہائے نظر کے برعکس تیسری رائے اُن لوگوں کی ہے جو خالص مادہ پرستانہ ذہنیت کے حامل ہیں۔ صدر محترم جنرل پرویز مشرف بھی انہی لوگوں میں سے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ زلزلہ کا گناہ اور برائی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ جرم کی سزا نہیں ہے' بلکہ آفات سماوی ہیں جو ہمیشہ سے کبھی زمین کے ایک حصے پر اور کبھی دوسرے حصے پر آتی رہتی ہیں۔ اِس کا تعلق جغرافیائی تبدیلیوں اور Cause & effect سے ہے۔ گویا یہ گردش ایام کا مظہر ہے۔

قوموں پر عذاب: سنت اللہ

قرآن حکیم کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ سرکش اور باغی قوموں پر عذاب بھیجنا اللہ کی سنت ہے۔ خاص طور پر وہ قوم جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول بھیجا' اور اُس نے اُس پر ایمان لانے کی بجائے اللہ اور اُس کی آیات کو جھٹلایا ہو۔ اگرچہ ایک حد تک اُس کو ڈھیل اور مہلت ضرور دی گئی تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لے' لیکن جب وہ کسی طور اصلاح پر آمادہ نہ ہوئی اور کفر و شرک اور گمراہی پر ڈٹی رہی تو اللہ کی سنت کے مطابق اُس پر عذاب استیصال (بڑا عذاب) آیا۔ عذاب استیصال سے پہلے اُس قوم کو چھوٹے چھوٹے عذابات بھی دیے گئے۔ چنانچہ سورۂ انعام میں فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْ نٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ﴿۴۲﴾﴾

یعنی "(اے نبی) ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو (اُن کی) امتوں کی طرف بھیجا۔ پھر ہم نے اُن قوموں کو پکڑا' فقر و فاقہ کی سختی کے ساتھ بھی اور جسمانی تکلیف کے ساتھ بھی' تاکہ وہ عاجزی اختیار کریں۔"

چھوٹے عذاب کے جھٹکے کی صورت میں کبھی اُن پر قحط سالی آ جاتی' کبھی فقر و فاقہ کا سامنا' کرنا پڑتا' کبھی کوئی وبا پھوٹ پڑتی تھی۔ لیکن اُن لوگوں کا وطیرہ یہ تھا کہ وہ اِن تنبیہات سے فائدہ نہیں اُٹھاتے تھے۔ وہ خواب غفلت سے بیدار ہونے کی بجائے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ آفات سماوی ہیں جو آتی رہتی ہیں۔ شیطان اُن کو اس زعم باطل میں مبتلا کیے رکھتا تھا کہ جو کام وہ کر رہے ہیں' صحیح کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی رسی اور دراز کر دیتا' اُن کو ڈھیل دیتا' انہیں اور فراخی' خوشحالی اور کشائش عطا فرما دیتا تھا' تاکہ ڈھٹائی کی آخری حد کو پہنچ جائیں۔ اب وہ سمجھنے لگتے کہ یہ مشکلیں جو ہم پر آتی ہیں' یہ وبائیں جو ہمارے ہاں پھوٹتی ہیں' یہ زلزلے جو کبھی کبھی آتے ہیں' یہ سزا نہیں' بلکہ گردش لیل و نہار ہے۔ یہ زمینی اور آسمانی آفات پہلے بھی ہمارے پہلے لوگوں پر آتی رہی ہیں۔ اِن کا تعلق اس بات سے نہیں کہ کوئی خالق و مالک ہے' جو ہمیں گناہوں پر پکڑ رہا ہے۔ اِس فکری کج روی کے نتیجے میں اُن کے دل اور بھی سخت ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿فَلَوْلَا اِذْ جَآءَ هُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿۴۳﴾﴾

"تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب آیا' تو وہ گڑگڑاتے۔ لیکن اُن کے دل سخت ہو گئے اور جو عمل وہ کر رہے تھے شیطان نے اُس کو اُن کے لیے مزین کر دیا۔"

عذاب استیصال

جب دل کی زمین اِس قدر سخت ہو جاتی کہ ہدایت کی بارش اُس کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہوتی۔ اللہ کی تنبیہات سے بھی اُس چٹیل زمین پر روئیدگی کے کوئی آثار پیدا نہ ہوتے' تو پھر سرکشوں اور ظالموں کے لیے ہلاکت و بربادی اور عذاب استیصال کا فیصلہ کر دیا جاتا تھا۔ فرمایا:

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْ نٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (انعام 45,44)

یعنی "پھر جب وہ بھول گئے اُس نصیحت کو جو اُن کو کی گئی تھی' کھول دیے ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے (خوشحالی عطا کر دی) یہاں تک کہ وہ خوش ہو گئے اُن چیزوں پر جو اُن کو دی گئی تھیں۔ پس ہم نے اُن کو اچانک پکڑ لیا اور وہ ناامید (اور مایوس) ہو کر رہ گئے۔ پھر جڑ کاٹ دی گئی اُن ظالموں کی۔ اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔"

اسی طرح سورۃ الاعراف میں فرمایا:

﴿ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْ نٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴿۹۵﴾﴾

یعنی "پھر ہم نے برائی کی جگہ کو بھلائی سے بدل دیا'

یہاں تک کہ وہ بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا کو بھی تکلیف اور خوشی پہنچتی رہی ہے' پھر ہم نے اُن کو اچانک پکڑا اور اُن کو خبر نہ تھی'۔

یہ عذاب استیصال رسولوں کو جھٹلانے والی اقوام پر آتا رہا ہے۔ اس کی گرفت میں دو چار بستیاں نہیں' بلکہ پوری کی پوری قوم آجاتی تھی۔ قوم کی جڑ کاٹ دی جاتی تھی' یہاں تک کہ ایک بھی متنفس باقی نہیں بچتا تھا۔ بچے بوڑھے جوان مرد وخواتین خواہ ہزاروں ہوں یا لاکھوں' ہلاک کر دیئے جاتے تھے۔ یہ عذاب رسولوں کی اقوام کے ساتھ مخصوص تھا۔ اس لیے کہ ان تک دین کا پیغام بھرپور طور پر پہنچتا تھا اور ان پر اتمام حجت ہو جاتی تھی۔ اللہ کے قانون کے تحت ان کے لیے معافی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی تھی۔ قرآن حکیم کے مطابق بہت سی گزشتہ اقوام پر یہ عذاب نازل کیا گیا۔ ان قوموں میں قوم نوح' قوم عاد' قوم ثمود' قوم لوط اور قوم شعیب شامل ہیں۔

عذاب ادنیٰ

عذاب استیصال سے کم تر عذاب' اللہ تعالیٰ بھی اقوام خاص طور پر مسلمان اقوام کو ضرور دیتا ہے۔ یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ سورۃ شوریٰ میں فرمایا:

﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾(30)

یعنی "جو مصیبت تم پر آتی ہے' وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور وہ بہت سے خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے۔"

سورۃ السجدہ میں فرمایا:

﴿وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ......﴾(21)

یعنی "ہم لازماً بڑے عذاب سے پہلے انہیں چھوٹے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔"

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ دنیا دارالامتحان ہے دارالجزاء نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں امتحان اور آزمائش کے لیے بھیجا ہے اور آزادی واختیار دیا ہے۔ اب یہ ہم پہ ہے کہ ہم نیک کام کریں یا برائیوں کا ارتکاب کریں' شیطان کے پیچھے چلیں یا صراط مستقیم کو اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مہلت عمل دی ہے۔ اب وہ جس راہ پر بھی چلنا چاہے' باری تعالیٰ وہی راستہ اس کے لیے آسان بنا دیتا ہے۔ بلاشبہ دارالجزاء آخرت ہے۔ انسان کے عمل کا نتیجہ وہیں نکلے گا۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جب پوری قوم غلط راستے پر پڑ جائے' فطرت کو مسخ کرنے لگے' شر کا منبع اور انسانیت کے لیے خطرہ بن جائے تو اُسے کچھ نہ کچھ سزا بہرحال دنیا میں بھی ضرور ملتی ہے' بقول اقبال۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

عذاب ادنیٰ میں حکمت

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہیں ہے کہ وہ امت محمدیہ پر عذاب استیصال نازل کرے' جس سے پوری امت تباہ ہو جائے۔ یہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ امت کے ایک حصے کا مکمل صفایا کر دیا جائے۔ امت کے لیے یہی عذاب اکبر ہوگا۔ جیسے سپین کے مسلمانوں پر آیا کہ ان کا قتل عام ہوا اور ملک سے مکمل طور پر بے دخل کر دیئے گئے' لیکن اس بڑے عذاب سے پہلے جو چھوٹے چھوٹے جھٹکے دیئے جاتے ہیں' اُن میں خاص حکمت ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ قوم ان سے عبرت حاصل کرے اور اللہ کی طرف رجوع کرے' تاکہ وہ بڑے عذاب سے دوچار نہ ہو۔ سورۃ السجدہ میں بڑے عذاب سے پیشتر چھوٹے عذاب دینے کے ذکر کے بعد اُس کی حکمت کو بیان کیا گیا ہے' فرمایا: "......لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ" یعنی "(چھوٹے عذاب کی حکمت یہ ہے کہ) شاید وہ (لوگ) اللہ کی طرف رجوع کریں۔"

ہلکے عذابات' سرکش مسلمان اقوام کے لیے

عذاب ادنیٰ کے "جھٹکے" کبھی کبھی غیر مسلموں کو بھی دیئے جاتے ہیں۔ قطرینہ' ریٹا اور ان سے پہلے سونامی کا طوفان' غیر مسلموں کے لیے اسی قسم کی سزا تھے۔ ان حادثات سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان چاہے سائنس و ٹیکنالوجی میں کتنی بھی ترقی کرلے' اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے آگے بالکل بے بس اور بے اختیار ہے۔ اللہ کی زمین کی ایک کروٹ ہزاروں' ہنستی کھیلتی بستیوں کو اجاڑ سکتی ہے۔ کیا سونامی کا ہمہ گیر طوفان محض زمین کی دو پلیٹوں کے ٹکرانے سے نہیں آیا تھا؟ ظاہر ہے کہ زمین کی ایک کروٹ ہی تھی جس کے سبب وہ تباہی آئی کہ خدا کی پناہ! حالیہ زلزلہ میں کیا ہوا؟ یہی نا کہ زمین نے ایک کروٹ لی اور لاکھوں لوگ جاں بحق ہو گئے' اور دنیا والے بے بسی کی مجسم تصویر بن کررہ گئے!

تاہم اس قسم کی سزا خاص طور پر مسلمان اقوام کے لیے ہوتی ہے۔ مسلمان قوم زمین پر اللہ کی نمائندہ ہوتی ہے۔ اگر وہ اللہ کے دین سے بے وفائی اور غداری کرنے اللہ کی شریعت کو پاؤں تلے روندے' اس کا تمسخر اڑائے تو دنیا میں مختلف شکلوں میں اس پر عذاب مسلط کیا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل پر عذاب کے کوڑے

بنی اسرائیل امت محمدیہ سے پہلے مسلمان امت تھے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کا لاڈلے اور چہیتے قرار دیتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے خصوصی احسانات کیے تھے' لیکن جب ان کی سرکشی اور بغاوت حد سے بڑھ گئی تو انہیں بھی سزائیں دی گئیں۔ فرمایا:

﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ......﴾(البقرہ:61)

یعنی "ان پر ذلت ومسکنت مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے"۔

یہودیوں کی تاریخ گواہ ہے کہ وقفے وقفے سے ان پر عذاب کے کوڑے برستے رہے ہیں۔ بخت نصر کا حملہ (587 ق م) بہت بڑا عذاب تھا' اس کے علاوہ آشوریوں نے ان پر حملہ کیا' ٹائٹس رومی نے ان کو تہ تیغ کیا' گزشتہ صدی میں ہٹلر نے بہت بڑے پیمانے پر یہودیوں کا خون بہایا' اور قلع قمع کیا ہے۔

اسلامی تاریخ کے تین بڑے "سقوط"

ہماری (موجودہ امت مسلمہ کی) تاریخ میں بھی ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔ سقوط بغداد (1258ء) مسلمانوں کے لیے بہت بڑی سزا تھی۔ منگولیا کے علاقے سے تاتاریوں کی آندھی اٹھی۔ افغانستان' ایران اور دیگر علاقوں کو ملیا میٹ کرتے ہوئے جب وہ بغداد پہنچے تو بغداد کے سقوط کا المناک سانحہ پیش آیا۔ مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہادی گئیں۔ ہزاروں اور لاکھوں نہیں' کروڑوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ علامہ ابن خلدون کے مطابق صرف ایک دن یعنی سقوط بغداد کے اگلے روز ہلاکو کے حکم پر بغداد کی 20 لاکھ کی آبادی میں سے 16 لاکھ باشندے قتل کر دیئے گئے۔ تین دن اور تین راتیں مسلمانوں کا اتنا خون بہا کہ اس سے دریائے دجلہ کا پانی میلوں تک سرخ نظر آتا رہا۔

قرآن حکیم میں پیشگی متنبہ کر دیا گیا تھا کہ "ان تتولوا یستبدل قوما غیر کم" یعنی "اگر تم نے (دین سے) منہ پھیر لیا تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا"۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عربوں سے اسلام کا پرچم چھین لیا اور لے کر تاتاریوں کو تھما دیا۔ اور پھر تاتار کان

یہ حقیقت ہے کہ دنیا دالجزاء نہیں لیکن جب افراد کے ساتھ ساتھ پوری قوم غلط راستے پر پڑ جائے' شر کا منبع اور انسانیت کے لیے خطرہ بن جائے تو اسے بہرحال دنیا میں بھی سزا دی جاتی ہے۔ یہودیوں کی تاریخی ذلت ورسوائی اور مسلمانوں کی تاریخ میں سقوط بغداد اور سقوط غرناطہ اس کی واضح مثالیں ہیں

عثمانی، ترکان سلجوقی اور ترکان تیموری کے تحت مسلمانوں کا احیاء ہوا۔ بقول اقبال۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اسی طرح کی مثال سقوط غرناطہ (1492ء) کی ہے۔ یہ اتنا بڑا عذاب تھا کہ پورے سپین سے مسلمانوں اور اسلام کا نام ونشان تک مٹا دیا گیا اور سپین کی حد تک مسلمان ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ کا مصداق بن گئے۔

وطن عزیز پاکستان کی تاریخ میں بھی اللہ کے عذاب کا ایک کوڑا 1971ء میں سقوط ڈھاکہ کی صورت میں ہم پر برس چکا ہے۔ ذرا سوچئے، یہ ہمارے لیے کتنی بڑی ذلت اور

> جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بیدار کرتا ہے، تو ساری قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا، بلکہ اس کے کسی مخصوص حصے پر نازل کرتا ہے تاکہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں

رسوائی تھی کہ ہمارا ایک بازو مشرقی پاکستان ہم سے کٹ گیا اور ہمیں دشمن سے ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا سبب کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ دین سے بے وفائی اور اُس وعدہ سے انحراف، جو قیام پاکستان کے وقت اللہ سے ہم نے کیا تھا۔ ہم نے اللہ سے دُعائیں مانگی تھیں اور قول وقرار کیا تھا کہ اے اللہ تو ہمیں ہندو اور انگریز کی دوہری غلامی سے نجات دے دے، ہم صحیح معنوں میں ایک اسلامی معاشرہ قائم کریں گے۔ بانی پاکستان قائداعظم نے اپنی کئی تقاریر میں یہ بات کہی تھی کہ اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے ہمیں چودہ سو سال پہلے قرآن حکیم کی صورت میں دستور عطا کر دیا گیا ہے اور پاکستان ایک ایسی ریاست ہوگی جو پوری دنیا کے لیے مینارۂ نور ہوگی۔ قیام پاکستان کے بعد ہم نے اپنا یہ وعدہ بھلا دیا۔ ہم بحیثیت مجموعی دولت پرستی اور ہوس پرستی میں مبتلا ہوگئے، تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا برسا اور ملک دولخت ہوگیا۔

پاکستان میں قیامت صغریٰ: اصل سبب

ایک اہم سوال یہ ہے کہ یہ زلزلہ پاکستان میں ہی کیوں آیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دین سے بے وفائی پر اللہ کی جانب سے سرزنش ہے۔ اس بے وفائی کی مختلف صورتیں ہیں۔

(1) افراد کی دین سے دوری: آج انفرادی سطح پر پوری قوم دنیا پرستی اور زر پرستی میں ملوث ہے، سودی معیشت اور غیر اسلامی معاشرت کو گلے لگائے ہوئے ہے، ہندوانہ تمدن اور رسومات کو اختیار کیے ہوئے ہے۔ قوم کے ایک بڑے حصے نے عقیدۂ توحید میں شرک کی آمیزش کر رکھی ہے۔ وہ بحیثیت مجموعی قرآن وسنت کی اُس سیدھی راہ سے ہٹ چکی ہے، جس پر پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ آپ کے صحابہ، تابعین اور صلحاء امت چلتے رہے ہیں۔

(2) غیر اسلامی نظام: اجتماعی طور پر دیکھا جائے تو قیام پاکستان کو 58 سال ہو چکے ہیں، ابھی تک یہاں قرآن وسنت کا نظام نافذ نہیں ہو سکا۔ ہمارا سیاسی، معاشی اور عدالتی نظام انگریزی ڈگر پر چل رہا ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق قرآن وسنت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے لوگ کافر، ظالم اور فاسق ہیں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ ...... فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ ...... فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (المائدہ: 47,45,44)

یعنی "اور جو لوگ اللہ کی نازل کردہ (کتاب) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی کافر ہیں...... وہی ظالم ہیں...... وہی فاسق ہیں"۔

(3) روشن خیالی کا نعرہ: اسلام کی بجائے روشن خیال اعتدال پسندی کے گمراہ کن تصور کو پوری طاقت سے مسلط کیا جا رہا ہے۔ روشن خیالی کا فلسفہ کیا ہے؟ اس کا سیدھا سادا مطلب یہ ہے کہ مسلمانو! شخصی زندگی میں بھی ہمارا ابلیسی کلچر اور طاغوتی نظام اختیار کرو اور اجتماعی سطح پر بھی! تمہیں نماز روزہ کی آزادی ہے، لیکن تمدن میں تمہیں مغربی رنگ اختیار کرنا پڑے گا، تمہاری معیشت سود پر مبنی ہو گی، تمہارا سیاسی نظام سیکولر جمہوریت پر استوار ہوگا۔ اس تصور کو بڑے منظم انداز میں حکومتی سطح پر بھی آگے بڑھایا جا رہا ہے اور نام نہاد سکالرز کا ایک بڑا طبقہ بھی اِس کو Promote کر رہا ہے۔ ذرا سوچئے، کیا یہود ونصاریٰ کی طرف سے Certified Islam کا اصل اسلام سے کوئی تعلق ہوسکتا ہے؟ یہ اسلام نہیں، اعداءِ اسلام کی فکری غلامی اور اتباع ہے، جو اسلام اور قرآن کو چھوڑ دینے کے مترادف ہے۔ پھر اس کو صحیح، برحق اور سچ قرار دینا تو انتہا درجے کی ڈھٹائی، دیدہ دلیری اور جسارت ہے۔ کیا یہ روش خدا کے غضب کو بھڑکانے کے لیے کافی نہیں ہے؟

(4) اسلامی حکومت کے خاتمہ میں تعاون: ہمارا جرم یہ بھی ہے کہ پاکستان میں اسلام کو مسخ کرنے کے ساتھ ہم نے افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے میں بھی کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ہماری کم ظرفی کا یہ عالم ہے کہ ہم اپنے اِس "کارنامے" پر فخر کر رہے ہیں۔ حالانکہ طاغوت کے ساتھ مل کر ایک اسلامی حکومت کے خاتمہ کی شنیع حرکت ایک ایسا قبیح فعل ہے جو اللہ کے غضب کو دعوت دینے اور اُس کے عرش کے تھرتھرانے کا باعث ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ یہ زلزلہ ٹھیک چار سال بعد اُسی تاریخ کو آیا جس تاریخ کو افغانستان میں چالیس کے قریب امریکی طیاروں سے نہتے افغان عوام پر وحشیانہ بمباری کا آغاز کیا گیا تھا۔

(5) طاغوت پر بھروسہ: مسلمان کا حقیقی سہارا اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے، لیکن ہم ہیں کہ اُس کی طرف رجوع ہی نہیں کر رہے۔ اُس سے منہ موڑ کر بڑی بے خوفی سے امریکی ایجنڈا کی تکمیل کر رہے ہیں۔ وہی طاغوت ہمارا ملجا وماویٰ ہے۔ اُسی کا ابلیسی کلچر ہمارے لیے مشعل راہ اور روشن خیالی کی دلیل ہے۔ امریکہ سے ہماری "والہانہ" محبت اور اُس کی غیر مشروط اطاعت کے باوجود اُس کی نظر میں ہماری حیثیت روز اول کی طرح آج بھی سوالیہ نشان ہے۔ امریکی حکمرانوں کی نظر میں ہم کتنے بے وقعت اور بے توقیر ہیں، اِس کا اندازہ امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس کے حالیہ بیان سے لگایا جا سکتا ہے، جس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ امریکہ اور بھارت مل کر کریں گے۔

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

زلزلہ: کشمیر ہی میں کیوں؟

بہت سے لوگ یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ زلزلہ کشمیر اور سرحد کے بعض علاقوں ہی میں کیوں آیا، یہاں کیوں نہیں آیا؟ برائی کے اصل گڑھ تو بڑے شہر لاہور کراچی اور اسلام آباد ہیں۔ برائی کا آغاز بالعموم انہی شہروں سے ہوتا ہے اور پھر وہ سارے ملک میں پھیلتی ہے۔ اس کے علاوہ شیطانی نظام کے سرغنے انہی شہروں میں بیٹھے ہیں، جو نظام باطل کو تحفظ دے رہے اور آگے بڑھا رہے ہیں۔ یہ سوال بلاشبہ بہت اہم ہے۔ اصولی بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو جگاتا ہے تو اُس کے کچھ لوگوں کو نشان عبرت بنا دیتا ہے۔ عذاب قوم کے مخصوص حصے پر آتا ہے تاکہ بقیہ قوم بیدار ہو جائے۔ کشمیر یا سرحد کے کچھ حصوں پر عذاب آیا ہے تو وہ بھی اِسی قوم کا حصہ تھے۔ پورے خطے سے قوم کا صفایا تب ہوتا ہے، جب عذاب اکبر (بڑا عذاب) آتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ وہ لوگ اگرچہ ہمارے شہروں سے دور تھے۔ لیکن ہمارے ساتھی بتاتے ہیں کہ پوری پاکستانی قوم بحیثیت مجموعی جس دنیا پرستی اور دولت پرستی کا شکار اور جس درجے دنیاوی سٹیٹس کی ہوس اور مغربی تہذیب کی نقالی میں مبتلا ہے، کم وبیش یہی کیفیات وہاں بھی تھی۔ جو گندگیاں یہاں ہیں، وہاں کے بڑے شہر بھی انہی سے آلودہ تھے۔ جیسے ہم ہیں ویسے ہی وہ بھی تھے۔ اگرچہ سب لوگ گناہ گار تو نہیں تھے بلکہ جیسے یہاں اچھے اور نیک لوگ ہیں، وہاں بھی پاکباز اور پارسا لوگ یقیناً موجود

ہوں گے۔ اُن میں معصوم بچے بھی تھے۔ یقیناً اُن کا تو کوئی گناہ نہ تھا۔ لیکن اللہ کا قانون ہے کہ جب کسی بستی پر پکڑ آتی ہے تو اُس کی لپیٹ میں پھر وہی لوگ نہیں آتے جو گناہوں میں ملوث ہوں' بلکہ ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ سورۃ الانفال میں اِس قانون کو بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾(25)

یعنی "اور ڈرو اُس فتنہ (عذاب) سے جو تم میں سے صرف اُن لوگوں کو نہیں پہنچے گا جنھوں نے ظلم کیا' (بلکہ سب پکڑے جائیں گے)"

چنانچہ حالیہ زلزلے میں ہر قسم کے لوگ کچلے گئے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ سزا نیکوکاروں کے لیے کفارہ اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن جائے' روز جزا اُن کا بوجھ ہلکا کر دیا جائے اور وہ اِس واقعہ پر رشک کریں۔ اللہ تعالیٰ کے قانون عذاب کی ایک شق یہ بھی ہے کہ وہ عذاب عام سے اُن لوگوں کو بچالیتا ہے' جو دین کی پیروی کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے ہوں۔

مسائل کا حل

یہ زلزلہ اصل میں ہمارے لیے تنبیہ ہے۔ ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے۔ اگر اتنے بڑے سانحہ کو دیکھ کر بھی ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں' ہم اپنا قبلہ درست نہیں کرتے تو خدا نہ کرے کہ ہم پر بھی بحیثیت مجموعی سزا کا کوڑا برسے اور عذاب اکبر نازل ہو' جو چین میں آیا تھا۔ پھر ہمارے گناہ بھی نہ بخشیں جائیں۔ ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ اِس وقت امریکہ' اسرائیل اور بھارت کا گٹھ جوڑ اور پاکستان کے حوالے سے امریکی وزیر خارجہ کا حالیہ کا بیان اچھے اشارے نہیں ہیں۔ ہمیں شاباش کی "تھپکیوں" سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔

ہمارے تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ ہم انفرادی طور پر بھی توبہ کریں' اللہ اُس کے رسول اور اُس کی کتاب کی طرف رجوع کریں اور اجتماعی طور پر اِس خطے میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہمیں وہ قوت میسر آ جائے گی کہ امریکہ بھارت اور اسرائیل ہی نہیں پوری دنیا بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ دُعا ہے کہ جو لوگ زلزلہ میں جاں بحق ہوئے ہیں' اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے' زخمی اور بیماروں کو شفائے کاملہ نصیب فرمائے اور جو لوگ متاثرین زلزلہ کے امداد کے لیے جانی و مالی قربانیاں دے رہے ہیں' اُن کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے آمین! (مرتب: محبوب الحق عاجز)

دھنسنا زمین کا!

یہ دور قرب قیامت کا ہے اور سب سے سچے انسان حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ قرب قیامت میں تین جگہ سے زمین کے وسیع رقبے نیچے دھنس جائیں گے اور بہت بڑی تباہی کا ذریعہ بن جائیں گے۔ ایک علاقہ جزیرۃ العرب میں ایک مدینہ کے مشرق میں اور ایک مدینہ کے مغرب میں (مغرب قریب' مصر' لیبیا' الجزائر' مراکش وغیرہ یا مغرب بعید امریکہ وغیرہ) یہ پیش گوئی ہے ایسا معجزاتی بھی ہوسکتا ہے اور **supernatural** عوامل کا نتیجہ ہو بھی...... تاہم طبعی قوانین اور عالم اسباب میں بھی ایسا ہونا قرین قیاس ہی نہیں بلکہ اغلب نظر آتا ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ گزشتہ **80** سال سے زمین سے گیس' ڈیزل اور پٹرول وغیرہ تقریباً **60** ملین بیرل روزانہ نکالا جا رہا ہے اور زیر زمین ایک بہت بڑا خلا ہے جو روزانہ پیدا ہو رہا ہے۔ تین جگہیں جہاں پیغمبر علیہ السلام نے خسف کے وقوع کی خبر دی ہے وہ وہی ہیں جہاں سے (جزیرۃ العرب' بصرہ' کویت' امارات اور عراق کا علاقہ) زیادہ مقدار میں تیل نکالا جا رہا ہے اور دنیا کی زیادہ تر ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

یہ علاقے زیر زمین خلا کے باعث خطرناک ہیں اور کوئلے یا نمک کی کان کی طرح زیر زمین سرنگوں اور قدرتی توازن سے قائم ہیں۔ کسی بھی قریبی علاقے میں ایٹمی دھماکے یا کسی اور سبب سے یہ توازن خراب ہوا تو سمجھ میں آ سکتی ہے کہ یہ وسیع علاقے زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک اندازے کے مطابق زمین میں روزانہ **6.7** ملین مکعب میٹر خلا واقع ہو رہا ہے۔ یا لاہور کے واپڈا ہاؤس کے برابر چار بلڈنگوں جتنا خلا روزانہ واقع ہو رہا ہے اور اتنی سالوں (تقریباً **30,000**) دنوں سے ہو رہا ہے۔

بدقسمتی سے جزیرۃ العرب اور عراق کے اسی علاقے میں ترقی یافتہ ممالک کی افواج مقامی لوگوں پر ظلم کرنے کے لیے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قدرت ان ظالم طاقتوں کی گھات میں ہے۔ ایک اور فرمان میں پیغمبر علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی کہ دو لشکر جو کعبۃ اللہ اور حرم مدینہ کی عزت پامال کرنے کے لیے نکلیں گے وہ مقصد کے حصول سے پہلے ہی زمین میں دھنس جائیں گے۔ یہ وقت کتنا قریب ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں مگر ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ مستند ہے پیغمبر ﷺ کا فرمایا ہوا۔ (مراسلہ: مختار فاروقی)

شائقین علوم قرآن کے لیے خوشخبری

قرآن اکیڈمی جھنگ میں 2005ء میں دو کورسز منعقد ہو چکے ہیں۔ ان شاء اللہ تیسرا کورس درج ذیل تفصیل کے مطابق منعقد ہوگا۔

آٹھواں 25 روزہ فہم قرآن وسنت کورس

14 نومبر تا 08 دسمبر 2005ء

تفصیلات: ☆ کم از کم ایف اے/ایف ایس سی حضرات شامل ہو سکتے ہیں۔

☆ کورس مکمل طور پر رہائشی اور کل وقتی ہوگا۔

☆ اخراجات قیام و طعام انجمن کے ذمہ ہوں گے۔

☆ شرکت کرنے والے حضرات 10 نومبر تک ذاتی یا تحریری رابطہ فرمائیں

شرکت کی دعوت عام ہے

الداعی: **انجینئر مختار فاروقی**' صدر انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

☆ قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2 ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

فون: 7628361 047-7628561 ☆ پوسٹ بکس نمبر 40 جھنگ صدر

حسن بن اسماعیل الہضیبی

سید قاسم محمود

جن حالات کی وجہ سے اخوان المسلمون اور جمال عبدالناصر کی حکومت میں تصادم ناگزیر ہو گیا' وہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ ''ندائے خلافت'' کے پچھلے شمارے میں بیان ہو چکے ہیں۔ 13' جنوری 1954ء کو اچانک اخوان المسلمون کو خلافِ قانون قرار دے دیا گیا اور حسن الہضیبی اور اُن کے بہت سے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اخوان کی سرگرمیاں اس پابندی کے بعد بھی ختم نہیں ہوئیں۔ 7/جولائی 1954ء کو حکومت نے جب انگریزوں سے معاہدہ کیا تو اخوان نے اس کی شدت سے مخالفت کی اور اِس معاہدے کو برطانیہ کے ہاتھ مصر کو فروخت کر دینے کے مترادف قرار دیا۔ اِس معاہدے کی مخالفت کرنے کی وجہ سے حکومت نے 10 ستمبر 1954ء کو روزنامہ ''اخوان المسلمون'' کو بند کر دیا۔ 26/اکتوبر کو ناصر کے اُوپر قاتلانہ حملہ ہوا جس نے ناصر کو اخوان کے خلاف کارروائی کرنے کا موقع فراہم کر دیا۔ اخوان بار بار تردید کرتے رہے' لیکن ناصر نے اس حملے کا ذمہ دار اخوان ہی کو قرار دیا اور اُس کی آڑ لے کر اخوانی کارکنوں کی گرفتاریاں شروع کر دیں۔ مصر کے مشہور اخبار ''المصری'' کے ایڈیٹر احمد ابوالفتح کے بیان کے مطابق' چند ہفتوں کے اندر اندر گرفتار ہونے والوں کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی۔ ان میں سید قطب اور عبدالقادر عودہ جیسے مفکر اور ادیب بھی شامل تھے۔ 7/نومبر 1954ء کو فوجی عدالت نے چھ ممتاز رہنماؤں کو صفائی کا موقع دیے بغیر سزائے موت کا حکم سنایا۔ حسن الہضیبی کو بھی سزائے موت دی گئی' لیکن بڑھاپے کی وجہ سے پھانسی کی سزا عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

''اخوان'' جیسی عظیم الشان اسلامی تحریک کے صفِ اوّل کے قائدین کے حالات سے ہمارے پاکستان کے اکثر و بیشتر لوگ بے خبر ہیں۔ اس وجہ سے ہم نے ضروری سمجھا کہ چیدہ چیدہ رہنماؤں کے حالاتِ زندگی بھی اِس سلسلۂ مضامین کا حصہ بنائے جائیں۔

مرشدِ عام الہضیبی کے حالات

1949ء میں مرشد اوّل حسن البناء کی شہادت کے بعد اخوان المسلمون کی جدوجہد ایک نئے دور میں داخل ہو گئی۔ اگرچہ وزیر اعظم ابراہیم الہادی پاشا جولائی 1949ء میں مستعفی ہونے پر مجبور ہو گیا تھا اور اُس کی جگہ نئے انتخابات تک حسین سری پاشا کو نگران حکومت کا سربراہ بنایا گیا تھا' لیکن اخوان کی سرگرمیاں تقریباً معطل ہی رہیں۔ اخوان کے لیے اُس وقت سب سے بڑا مسئلہ مرشدِ عام کا انتخاب اور اخوان کی سرگرمیوں کو معمول پر لانا تھا۔ حسین سری پاشا کی حکومت میں گرفتار شدہ اخوانی بتدریج رہا ہونے شروع ہو گئے تھے۔ نئے انتخابات 1950ء میں منعقد ہوئے۔ وفد پارٹی نے سب سے زیادہ نشستیں حاصل کیں' جس کے نتیجے میں مصطفیٰ نحاس پاشا وزیر اعظم بنائے گئے۔ اُن کے اقتدار پر آتے ہی اخوان نے سکھ کا سانس لیا اور صالح عشماوی ڈپٹی لیڈر کی رہنمائی میں کام کا آغاز کر دیا گیا۔ مشاورتی اسمبلی نے کثرتِ رائے سے حسن بن اسماعیل الہضیبی کو نیا مرشدِ عام منتخب کیا۔ وہ نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ 1954ء سے لے کر ناصر کی وفات (1971) تک زیادہ عرصہ قید و بند میں گزارا۔ اس عرصے میں آپ پر اتنی سختیاں کی گئیں کہ ایک سے زیادہ مرتبہ دنیا کے مختلف ممالک میں آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ حتیٰ کہ 1967ء میں بیروت اور کویت کے اخبارات نے نہایت وثوق سے یہ خبر شائع کی کہ قید خانے میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ جمال ناصر کی وفات کے بعد آپ جیل سے رہا ہو کر 1972ء میں حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو اخوانی حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ایک دفعہ پھر یہ امید پیدا ہو گئی کہ اخوان اُن کی قیادت میں دوبارہ سرگرمی سے کام شروع کریں گے۔ لیکن مسلسل بیماری' تشدد اور قید تنہائی کے باعث آپ کی صحت جواب دے چکی تھی۔ چنانچہ اگلے 11/نومبر 1973ء بمطابق 13 شوال 1393ھ کو انتقال فرما گئے۔ مصر کے سابق صدر جنرل نجیب نے اپنے تعزیتی پیغام میں آپ کو ''مصر کا عظیم انسان'' کے نام سے یاد کیا۔

ابتدائی حالات

حسن بن اسماعیل الہضیبی 1891ء/1309ھ شائی بن کے علاقے عرب الصوالحتہ کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم قریبی قصبے قطب سے حاصل کی۔ انٹرنس کا امتحان پاس کیا تو والدین کی خواہش تھی کہ اُن کا فرزند جامعۃ الازہر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرے' لیکن آپ کا ارادہ بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کا تھا۔ چنانچہ والدین کی خواہشات کے باوجود آپ قاہرہ کے لاء سکول میں داخل ہو گئے 1915ء میں قانون کی ڈگری حاصل کی اور قوم پرست لیڈر حافظ محمد رمضان کے نائب کی حیثیت سے پریکٹس کرنے لگے۔ 1919ء میں سعد زاغلول پاشا نے انگریزوں کے خلاف تحریک چلائی تو حسن البناء کی طرح آپ بھی تحریک آزادی میں شامل ہو گئے۔ نو سال پریکٹس کرنے کے بعد مارچ 1942ء میں آپ اپیل کورٹ کے جج بنا دیے گئے۔ مسلسل ستائیس برس تک آپ محکمہ قانون سے وابستہ رہے۔ 1951ء میں اخوانی رہنماؤں کے مشورے پر سرکاری ملازمت کو خیر باد کہہ کر خود کو اخوان المسلمون کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ آپ کی شادی شاہی خاندان کے چیمبرلین نجیب سلیم کی بیٹی سے ہوئی۔

اخوان المسلمون میں شمولیت

حسن الہضیبی نے اخوان المسلمون میں اپنی شمولیت کے بارے میں لکھا ہے: ''ایک روز چند دیہاتی نوجوان مجھ سے ملنے کے لیے آئے۔ عمر اور مرتبے میں اپنے سے بڑوں سے ملنے میں نوجوانوں کے اندر جو جھجک

> 1952ء میں جب آزاد افسروں نے شاہ فاروق کا تختہ الٹا تو اخوان بھی حصہ دار کی حیثیت سے انقلاب برپا کرنے میں شریک تھے' بلکہ انقلاب کے اصل خالق اخوان ہی تھے' کیونکہ انقلاب کے لیے رائے عامہ کو ہموار کرنا اور ناکامی کی صورت میں افسروں کو ملک سے بحفاظت نکالنا اخوان کے ذمہ تھا۔

پائی جاتی ہے اور جس کی وجہ سے وہ بڑوں سے ملاقاتوں سے ہچکچاتے ہیں' یہ سب کچھ ان میں نہیں تھا۔ اُن کے رویے میں جرأت' یقین اور اعتماد تھا۔ باتیں ہونے لگیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ یہ دیہات کے رہنے والے معمولی پڑھے لکھے' کتنے ادب اور اعتماد کے ساتھ بڑوں کے پاس بیٹھے ہیں۔ مجھے ان میں ذرہ برابر تصنع اور بناوٹ کی جھلک نظر نہیں آئی۔ وہ سب کو برابر سمجھتے ہیں۔ یہ محسوس نہیں کرتے کہ کوئی اُن سے بڑا بھی ہے۔ مصر کے مسائل کے

> حسن الہضیبی نے اپنے بیان میں کہا: ہم اخوان جغرافیائی حدود کے قائل نہیں۔ ہمارا تعلق اسلام کی فلاح و بہبود سے ہے۔ ہم اسلام کے دفاع کی جنگ دنیا کے ہر خطے میں لڑیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ پہلے جنگ سویز میں لڑی جائے یا تیونس میں

متعلق وہ ایسے انداز میں باتیں کرتے رہے' جیسے کوئی مہذب اور پڑھا لکھا نوجوان باتیں کر رہا ہو۔ مسائل کا حل بھی اُن کے پاس تھا۔ دینی مسائل میں اُن کی گفتگو نہایت سلجھی ہوئی' سنجیدہ اور تقلید سے یکسر آزاد تھی۔ صرف دینی مسائل ہی پر نہیں' بلکہ دنیاوی مسائل پر بھی بولنے کی قدرت رکھتے تھے۔ مجھے اُن کے رویے اور انداز کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ میں نے پوچھا کہ تم لوگوں نے یہ سب کچھ کہاں سے سیکھا ہے؟ کہنے لگے: "اخوان المسلمون" سے۔ ہم ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کی دعوت ہمہ گیر ہے۔ تربیت' اخلاق' سیاست' معیشت' معاشرت کی اصلاح اور تمام چھوٹے بڑے مسائل پر حاوی ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ بھی اس جماعت کے ہمہ گیر نظریے سے الگ نہیں...... اُس دن سے مجھے اخوان کی تحریک سے دلچسپی پیدا ہوگئی اور میں نے اُن کا لٹریچر پڑھنا شروع کر دیا۔ داعی سے تعارف کا موقع پیدا ہوئے بغیر اُن کی دعوت سے دلچسپی بڑھنے لگی۔ میں نے اُسے اُن کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے پودوں سے پہچانا تھا"۔

خفیہ رُکنیت اور سرگرمیاں

1942ء سے 1951ء تک آپ اخوان کے خفیہ رُکن رہے۔ حسن البنا کی شہادت کے بعد مکتب ارشاد (اسمبلی) نے آپ کو مرشد عام مقرر کیا۔ یہ عہدہ آپ نے اس شرط پر مقبول کیا کہ جتنی دیر وہ سرکاری ملازمت میں رہیں گے' اِسے خفیہ رکھا جائے گا۔ چنانچہ ڈپٹی لیڈر صالح عشاوی مرشدِ عام کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ 1951ء میں آپ کی خفیہ رُکنیت ختم کر دی گئی۔ تو آپ نے سرکاری ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور عملی سیاست میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ اسی حالت 7 راکتوبر کو اخوان نے مرشد عام کے انتخابات منعقد کرائے۔ کل پانچ امیدواروں میں سے کونسل نے آپ کو تاحیات مرشد چنا۔ آپ کے انتخاب کے فوراً بعد استاذ صالح عشاوی' حسن الباقوری اور عبدالرحمن السندی وغیرہ نے مل کر کونسل پر دستور کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا اور آپ کو مرشدِ عام تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اخوان میں اندرونی چپقلش شروع ہوگئی اور بدنظمی سے اخوان کی پوزیشن خاصی متاثر ہوئی۔ اخوان کی تاریخ کے اِس شدید ترین بحران نے اخوان کے دشمنوں کو کارروائی کا موقع فراہم کیا۔ حسن الہضیبی کو قیادت سے الگ کرنے کے لیے جمال عبدالناصر کے ایما پر ایک قرارداد تیار کی گئی۔ اخوان کی اندرونی چپقلش سے جو بحران پیدا ہوا تھا' اگرچہ وقتی طور پر دب گیا تھا' لیکن اس بحران سے سب سے زیادہ فائدہ جمال عبدالناصر اور اُس کی انقلابی کونسل کو ہوا۔

مشکلات کا مقابلہ

مرشد عام منتخب ہوتے ہی سب سے پہلا مسئلہ اندرونی بحران پر قابو پانا تھا۔ آپ نے اخوان کی کونسل سے خصوصی اختیارات لے کر سوسائٹی سے ناپسندیدہ عناصر کو نکال باہر کیا۔

دوسرا بڑا مسئلہ شاہ فاروق سے تعلقات کا تھا۔ شاہ فاروق اور اخوان کے تعلقات ابتدا ہی سے ناساز گار چلے آ رہے تھے۔ فاروق ہر وقت اخوان کو ختم کرنے کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔ فاروق کے نزدیک مصر میں ملوکیت کے لیے سب سے بڑا خطرہ اخوان تھے۔ حسن الہضیبی کے مرشدِ عام منتخب ہوتے ہی شاہی حلقوں کو امید تھی کہ وہ شاہ سے ملاقات کی درخواست کریں گے۔ چنانچہ شاہ کے قریبی حلقوں نے اس سلسلے میں آپ سے ملاقات کی' لیکن آپ نے ملاقات کی درخواست کرنے سے انکار کر دیا۔ بقول عُمر تلمسانی: "کہاں مرشدِ عام اور کہاں مغرب کا پٹھو فاروق" بالآخر بادشاہ نے آپ کو ملاقات کی دعوت دی جسے آپ نے قبول کر لیا۔ 13 نومبر 1951ء کو آپ شاہ فاروق سے ملے اور اخوان کے بارے میں اُن کی غلط فہمی دُور کرنے کی کوشش کی۔ شاہ فاروق نے حکومت اور اخوان کے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کے لیے تین شرائط پیش کیا:

1۔ سوسائٹی کو انقلابی عناصر سے پاک کیا جائے
2۔ برطانیہ کی مخالفت ترک کی جائے
3۔ سوسائٹی (اخوان) کو اینٹی کمیونسٹ تنظیم بنا دیا جائے۔

اُن دنوں اخوان برطانوی فوج کے خلاف سویز کے علاقے میں جنگ لڑ رہے تھے۔ آپ نے شاہ فاروق کی یہ شرائط تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ انہی دنوں قاہرہ میں حکومت کے خلاف مظاہرے شروع ہوگئے۔ لُوٹ مار' تشدد اور آتش زنی کے واقعات پیش آئے۔ ملک میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔ حکومت نے آپ کو اور دوسرے اخوانی رہنماؤں کو گرفتار کر لیا' لیکن جلد ہی عوامی دباؤ سے پریشان ہو کر رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد آپ نے شاہ فاروق سے ملاقات کی اور مصر کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال میں عوام کا ساتھ دینے کو کہا اور ساتھ ہی اخوان کے بارے میں شاہ کے خیالات میں تبدیلی لانے کی کوشش کی۔ یہ ملاقات بھی ناکام رہی۔

تیسرا بڑا مسئلہ اخوان کی خفیہ سرگرمیوں سے متعلق تھا۔ اخوان کے دشمن اور مخالفین انہی سرگرمیوں کی وجہ سے اخوان کو دہشت گرد اور تشدد پسند تنظیم قرار دیتے تھے۔ حسن الہضیبی کسی قسم کی خفیہ سروس پر نہ تو یقین رکھتے تھے اور نہ ہی کسی قسم کا تحفظ دینے کو تیار تھے۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ خدا کی خدمت میں اخفا نہیں ہونا چاہیے' اخوان کی خفیہ سرگرمیوں' جن کا حدود اربعہ انگریزوں کو ملک سے باہر نکالنے تک محدود تھا' ختم کی جائیں۔ آپ نے سوسائٹی کے بیشتر ارکان کی مخالفت لے کر خفیہ شعبے کو ختم کر دیا۔

چوتھا بڑا مسئلہ مصری فوج کی خفیہ تحریک "تحریک آزادی پسند افسران" سے تعلقات اُستوار کرنے کا تھا۔ 1952ء میں جب آزاد افسروں نے شاہ فاروق کا تختہ اُلٹا تو اخوان بھی ایک حصہ دار کی حیثیت سے یہ انقلاب برپا کرنے میں شریک تھے۔ انقلاب کے اصل خالق تو اخوان تھے۔ انقلاب کے دوسرے دن رائے عامہ کو ہموار کرنے کا سہرا بھی اخوان کے سر تھا۔ اس کے علاوہ ناکامی کی صورت میں افسروں کو "پناہ دینا" ملک سے بحفاظت نکالنا اور شاہ پرستوں سے مقابلہ کرنا بھی اخوان کے ذمہ تھا۔

انقلاب کے فوراً بعد انقلابی کونسل نے اخوان المسلمون کو وزارت میں اشتراک کی پیشکش کی۔ حسن الہضیبی نے اخوان اور انقلابی کونسل کے مزاج میں فرق محسوس کرتے ہوئے وزارت میں شرکت سے انکار کر دیا۔ انہی دنوں انقلابی کونسل نے نہر سویز کے علاقے پر برطانوی قبضے کے متعلق مذاکرات کا آغاز ہوا۔ مئی 1954ء میں جب مذاکرات میں تعطل پیدا ہوا تو حسن الہضیبی نے ایک بیان میں کہا:

"ہم اخوان جغرافیائی حدود کے قائل نہیں۔ ہمارا تعلق اسلام کی فلاح و بہبود سے ہے۔ ہم اسلام کے دفاع کی جنگ دنیا کے ہر خطے میں لڑیں گے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اسلام کے دفاع کی جنگ ہمیں سویز میں لڑنا پڑے' بلکہ اگر تیونس میں بھی لڑنی پڑی تو لڑیں گے۔ یہ اسلام کے مفاد میں نہیں ہے کہ جنگ پہلے سویز میں ہو یا تیونس میں۔ ہمارے اپنے ارادے اور منصوبے ہیں۔ ہمارے آزاد کمانڈر ہیں جو عام طور پر وسیع تر مفادات کے نگران و نگہبان ہیں۔

(جاری ہے)

اے آنکھوں والو! عبرت پکڑو

اہلیہ انصار احمد

8 اکتوبر کو پاکستان کے اکثر علاقوں میں شدید زلزلہ آیا جس سے بھیانک تباہی ہوئی۔ لاکھوں جان سے گئے، لاکھوں گھر تباہ ہوئے اور اربوں روپوں کا مالی نقصان ہوا۔ زلزلے سے بچنے کے لئے لوگ عمارتوں سے نکلے تو بارش نے ان کا مزاج پوچھنا شروع کردیا۔ العیاذ باللہ! عبرت کا مقام یہ ہے کہ یہ زلزلہ رمضان المبارک میں آیا ہے۔ اس ماہِ مبارک میں تو رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں' جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم (عذاب) کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں،

اس مہینے میں ہم پر عذاب کا کوڑا برسا ہے...... آخر کیوں؟ اس لئے کہ جب ہم رمضان المبارک میں اللہ کی نافرمانیوں اور گناہوں سے باز نہیں آتے، ہم دنیا کی زندگی میں اتنے مست ہو گئے ہیں کہ آخرت کا خیال تک ہمارے دل میں نہیں آتا، سود، بے پردگی، بے حیائی و فحاشی جیسے گناہِ کبیرہ اتنے عام ہو گئے ہیں کہ ان کے گناہ ہونے کا تصور تک ختم ہو چکا ہے۔ رمضان المبارک میں تو یہ بے حیائی اور گناہ مزید بڑھ جاتے ہیں' بجائے اس کے کہ ہماری مسجدیں آباد ہوں، نیکیوں کے اس موسم میں ہم اللہ کے دربار میں سر جھکا کر توبہ کریں اور اس کو راضی کریں۔ یہ نیکیوں کا "سیزن" ہے مگر افسوس کہ ہم مزید گناہوں میں ڈوب کر اللہ کے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ بازار میں بے پردہ عورتوں کا اژدہام، پولیس کی رشوت اور راتوں کو وہی فلمیں، ڈرامے اور میوزک اور تو اور اب تو نعت بھی میوزک کے ساتھ پڑھی جانے لگی ہے۔ بے پردہ عورتیں تو پہلے ہی "نعت" کی بے حرمتی کرتی تھیں کہ اب میوزک نے تو بالکل ہی "نعت" کا تقدس پامال کردیا ہے۔

صدر مشرف جس طرح عریانی اور فحاشی کو پھیلانے کی کوشش کررہے ہیں وہ واقعی لرزا دینے والی بات ہے۔ "زمین" ہے آخر، "انسان" تو نہیں کہ اتنی بے حیائی و عریانی کو برداشت کرلے اور کانپے تک نہیں قرآن پاک میں آیا کہ کچھ لوگوں کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ اگر ہم اس قرآن پاک کو پہاڑ پر بھی اتارتے تو وہ اللہ کے خوف سے پھٹ جاتا ہمارے دل سے تقویٰ یعنی اللہ سے ناراضی کا خوف بالکل ختم ہو چکا ہے' حالانکہ روزے کا مقصد ہی "تقویٰ" پیدا کرنا ہے۔

جب ہمارے یہ اعمال ہوں گے تو ہم پر یہ عذاب ہی نازل ہوں گے۔ اللہ کی رحمتوں سے تو ہم خود منہ موڑ رہے ہیں اور اپنی بد اعمالیوں سے اسے اور دور کررہے ہیں۔ اب بھی وقت نہیں گزرا۔ یہ اللہ کی طرف سے محض ایک تنبیہہ ہے جو کہ رمضان المبارک (اس واقعہ کا رمضان المبارک میں ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ ہم پر سخت غضبناک ہے) میں اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اگر ہم اب بھی

> **یہ زلزلہ اللہ کی طرف سے پیغام ہے کہ "امریکہ سے وفاداری" اور "اللہ سے غداری" ہمارے کچھ کام نہ آئے گی۔ اب توبہ ہی واحد راستہ ہے جو اللہ کے عذاب کو ٹال سکتا ہے۔**

نہ سدھرے اور اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش نہیں کی اور اس کے جناب میں توبہ نہ کی اور یہ فلمیں، ڈرامے، میوزک، فضول خرچی اور دوسری بے حیائی کی چیزیں اور گناہ ترک نہیں کئے تو کوئی بعید نہیں کہ جو زلزلہ پاکستان کے چند علاقوں میں آیا ہے کہیں وہ " خاکم بدہن " پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لے' یا کوئی دوسری عذاب کی شکل ہم پر مسلط ہو جائے۔

یاد رکھیں! اللہ کے عذاب سے کوئی تدبیر یا چال نہیں بچا سکتی کہ زلزلہ آیا تو عمارتوں سے نکل جائیں گے یا نقل مکانی کرلیں گے) صرف توبہ ہی وہ واحد راستہ ہے جو اللہ کے عذاب کو ٹال سکتا ہے۔ مگر انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اتنا بڑا واقعہ بھی ہماری غفلت اور بے حسی کو دور نہ کرسکا۔ ہمارے وہی لیل ونہار ہیں۔ کہیں ہلکی سی بھی "خلش" ہمارے اندر پیدا نہیں ہوئی۔ نہ جانے ہم کیوں خود کو مکمل تباہ کرنا چاہ رہے ہیں' اپنی دنیا و آخرت اپنے ہاتھوں سے برباد کررہے ہیں۔ کاش کہ ہم ہوش میں آ جائیں......!

مشرف صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں کے لئے بھی یہ "واقعہ عبرت" ہے۔ انہوں نے 9/11 کے بعد جس طرح افغانستان اور دوسرے معاملوں میں امریکہ کا ساتھ دیا اور دلیل یہ تھی کہ اگر ہم نے امریکہ کا ساتھ نہ دیا تو پاکستان تباہ ہو جائے گا' امریکہ ہماری عمارتوں کو کھنڈر بنا دے گا تو یہ زلزلہ اللہ کی طرف سے پیغام ہے کہ "امریکہ سے وفاداری" اور "اللہ سے غداری" ہمارے کچھ کام نہ آئے گی۔ اللہ جب چاہے ہمیں ملیامیٹ کرسکتا ہے اور ہماری ساری عقل اور تدبیر دھری کی دھری رہ جائے گی۔ مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ "اللہ" کے اتنے بڑے پیغام پر بھی امریکہ کے ایک "فون" پر جھک جانے والے پرویز مشرف صاحب کا دل نہیں کانپا۔ اگر امریکہ کا ایک جہاز بھی فائرنگ کرتا ہوا گزر جاتا تو ہمارے پرویز مشرف صاحب پوری طرح کانپ جاتے اور دوسرے دن امریکہ پہنچ کر اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتے، اور اس کے تمام احکامات پر سر جھکائے ہوتے' مگر اللہ کی اتنی بڑی تنبیہ بھی ان کو اللہ کے دربار میں حاضری دینے اور اس کو راضی کرنے اور اس کے احکامات پر سر جھکانے پر آمادہ نہ کرسکی......!!!

فاعتبروا یااولی الابصار

دعائے صحت

☆ ندائے خلافت کی مجلس ادارت کے رکن فرقان دانش خان کی والدہ شدید علیل ہیں۔ قارئین ندائے خلافت سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

☆ راولپنڈی کے رفیق جناب شادمان مسعود صدیقی کی ایک حادثے میں دائیں ٹانگ پر تین فریکچر آئے ہیں۔ رفقاء وقارئین ان کی شفایابی کے لیے دعا فرمائیں۔

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی لاہور شرقی میں نقیب اسرہ پنجاب سوسائٹی انجینئر شاہد اقبال خان کے نانا جان 20 اکتوبر 2005ء بروز جمعرات قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔
قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

باسنی کی سچ

مری صُراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں   میں اپنی تسبیح روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

قاضی عبدالقادر

ملک میں ہندو مسلم کشمکش اور فسادات شروع ہو گئے تھے۔ 3 جون کو آل انڈیا ریڈیو سے قائد اعظم کی تقریر نشر ہوئی۔ سب نے سنی اور آخر میں زوردار نعرہ ''پاکستان زندہ باد'' کا لگایا۔ اب یہ یقینی ہو گیا کہ ہندوستان کا بٹوارہ ہونا ہے اور پاکستان بنے گا۔ لیکن ہم پر یہ واضح نہیں تھا کہ کہاں پر بنے گا! اسکول کے ہندو لڑکے دُور گھورے (کچرا گھر) کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ تمہارا پاکستان وہاں بنے گا۔

معلوم ہوا کہ صوبہ بہار میں شدید ہندو مسلم فسادات ہوئے ہیں جس میں بہت سے مسلمان مارے گئے ہیں۔ بنگال کے علاقہ نواکھالی میں بھی اسی طرح کا فساد ہوا۔ علی گڑھ میں یونیورسٹی کے لڑکوں نے ایک ہندو دکاندار سے ایک لڑکے کی تکرار اور اسے پیٹے جانے کے خلاف ہندوؤں کی مارکیٹ کو آگ لگا دی جس سے وہاں بھی ہندو مسلم فسادات کی آگ بھڑک اٹھی' مگر شکر ہے کہ جلد ہی ٹھنڈی ہو گئی۔ ہمارے قریب ایک قصبہ گڑھ مکتیشر نام کا تھا' جہاں ہر سال بڑا میلہ لگتا تھا۔ اس میں ہندو مسلمان سب جاتے تھے' خاص کر مویشیوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ وہاں بھی زبردست فساد ہوا اور ہندوؤں نے بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اس سے ہمارے علاقوں میں کشیدگی بڑھ گئی۔

ان حالات میں اگست کے پہلے ہفتہ میں دہلی میں میرے تایا زاد بھائی قاضی یوسف علی صاحب کی شادی تھی۔ ہم لوگ بھی وہاں گئے ہوئے تھے۔ ہم نے ڈبائی اور علی گڑھ کے علاوہ کوئی اور شہر نہیں دیکھا تھا۔ ہمارے لحاظ سے علی گڑھ ایک بڑا شہر تھا۔ کسی نے کہا کہ دہلی' علی گڑھ سے بھی بڑا شہر ہے۔ ہماری سمجھ سے یہ بالاتر تھا کہ علی گڑھ سے بھی بڑا کوئی شہر ہو سکتا ہے' لیکن جب وہاں گئے تو صحیح اندازہ ہوا۔ ہم اگست کے پہلے ہفتہ میں دہلی میں تھے۔ فضا میں کشیدگی کے آثار نمایاں تھے لیکن اُس وقت تک وہاں کوئی فساد نہیں ہوا تھا' آزادی کے بعد دہلی میں زبردست ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ خیریت رہی کہ ہم چند روز ہی میں وہاں سے واپس آ گئے ورنہ وہاں پھنس کر ہی رہ جاتے۔

دہلی کے زمانہ قیام میں ہم نے دیکھا کہ چاندنی چوک میں واقع گھنٹہ گھر کو آزادی کی خوشی میں خوب سجایا جا رہا ہے۔ روزنامہ ''Dawn'' دہلی سے شائع ہوتا تھا۔ ان دنوں اس کا ایک شمارہ دیکھا جس میں پورے ایک صفحہ پر پاکستان کا جھنڈا بنا تھا اور اس کی لمبائی چوڑائی' رنگوں اور چاند تارے کے بارے میں حسابی تفصیلات درج تھیں۔

وہاں قطب روڈ سے گزرتے ہوئے ایک پوسٹر لگا دیکھا جو مغلوں کی کسی انجمن کی طرف سے تھا۔ اس میں انگریزوں سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ چونکہ تم نے اقتدار مغلوں سے حاصل کیا تھا اس لئے جاتے ہوئے ہمیں ہی لوٹاؤ۔ دہلی میں پہلی بار ہم نے ٹرام دیکھی اور اس میں بیٹھنے کا ''شرف'' حاصل ہوا۔ بلکہ یوں کہیے کہ ''ٹراماں ٹراماں'' چلنے میں خوب مزہ آتا تھا۔

ہندوستان میں یوم آزادی 15 اگست 1947ء کو تھا۔ اس سے کوئی ایک ماہ قبل ڈبائی کے اسکول میں مسلمان لڑکوں نے ہندوؤں کی پرارتھنا (دعا) جو اسمبلی کے وقت ہوتی تھی اور جس میں سب کا شریک ہونا لازمی تھا' کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس کے بعد یہ مطالبہ بھی کر دیا کہ مسلمان لڑکوں کو جمعہ کے دن نماز پڑھنے کے لئے نصف دن کی چھٹی دی جائے۔ یوں تو بہت سے لڑکے نماز شاذ و نادر ہی پڑھتے ہوں گے لیکن اب ہندو دشمنی میں یہ ''قومی فریضہ'' بن گئی۔ پرنسپل رستوگی بہت صلح پسند اور غیر متعصب ہندو تھے۔ انہوں نے بہت سمجھایا' کوشش کی کہ حالات نہ بگڑیں لیکن مسلمان طلبہ پر تو ''قومی'' جوش سوار تھا اور یہ معلوم تھا کہ اب جو آزادی ملنے والی ہے' اس میں اُن کا کیا بنے گا۔

جب نصف روز کی چھٹی نہ ملی تو اسکول کے کھیل کے میدان میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ ایک لڑکے نے اذان دی اور ایک دوسرے لڑکے نے جو حافظ بھی تھا' خطبہ دے کر نماز جمعہ پڑھائی۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے' برسوں میں نمازی بن نہ سکا

جس لڑکے نے نماز پڑھائی' میرا اُس سے زیادہ تعارف نہ تھا۔ کراچی میں کوئی ایک ڈیڑھ سال پہلے اسلامی جمعیت طلبہ کے ہمارے زمانہ (پچاس کے عشرہ) کے سکھر کے ناظم' جماعت اسلامی کے رکن' تنظیم اساتذہ کے سابق صدر حافظ وحید اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ باتوں ہی باتوں میں پتہ چلا کہ ان کا تعلق بھی ڈبائی سے ہے اور اسکول میں پڑھائی جانے والی جمعہ کی نماز کے امام دراصل وہی تھے۔ آج کل ان کے دو بیٹے ڈاکٹر اکمل وحید اور ڈاکٹر ارشد وحید اس الزام میں زیر حراست ہیں اور مقدمہ چل رہا ہے کہ انہوں نے القاعدہ سے تعلق رکھنے والوں کی مدد کی تھی اور علاج کیا تھا۔

اسکول میں جمعہ کی جو نماز پڑھی گئی' اس پر ہندو لڑکوں کی طرف سے حملہ کا خطرہ تھا' اس لئے اس سے بچاؤ کی تدبیر یہ کی گئی کہ جب سنی لڑکوں کی نماز ہوئی تو شیعہ لڑکوں نے ڈنڈے لے کر پہرہ دیا اور شیعہ لڑکوں کی نماز میں سنی لڑکوں نے یہ فریضہ انجام دیا۔ دو ہفتے جمعہ کی نمازیں اسی طرح پڑھی گئیں۔ اس کے بعد دیش (ملک) آزاد ہو گیا تو پھر پڑھنے کا سوال نہ تھا کیونکہ حالات بدل چکے تھے کہ بقول کسے

ہم نے انقلاب چرخ گرداں یوں بھی دیکھے ہیں۔

ہمارے محلہ میں ایک یکہ والا رہتا تھا۔ وہ ڈبائی اور انوپ شہر (تحصیل ہیڈ کوارٹر) کے درمیان یکہ چلاتا تھا۔

> ڈبائی کے یکہ والے کو ہندوؤں نے قتل کر دیا۔ ہم نے دیکھا کہ شام کو یکہ خالی آ رہا ہے اور اس میں یکہ والے کی لاش پڑی ہے۔ گھوڑا معمول کے راستہ پر چلتا ہوا مقتول کے گھر کے آگے آ کر کھڑا ہو گیا

ایک روز کیا دیکھا کہ رات کو اس کا یکہ خالی چلا آ رہا ہے' اس کے اندر یکہ والے کی لاش پڑی تھی جسے ہندوؤں نے قتل کر کے ڈال دیا تھا۔ گھوڑا جو روز اس راستہ پر چلتا تھا' معمول کے مطابق چلتا ہوا مقتول کے دروازہ کے آگے آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ ڈبائی میں مسلمان کا پہلا قتل تھا' جس سے ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا اور کشیدگی میں اضافہ ہو گیا۔ اس سے پہلے ڈبائی کے گرد و نواح کے دیہات میں فسادات ہو چکے

تھے۔ وہاں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا اور بہت سے مسلمان خاندان امن کے لئے ڈبائی کا رخ کر رہے تھے جہاں پر ان کی رہائش وغیرہ کے کیمپ بنائے جا رہے تھے۔

ایک روز والد صاحب کے ساتھ میں منڈی گیا ہوا تھا جو ہمارے گھر سے فاصلہ پر تھی' کہ یکدم بھگدڑ مچی کہ بلوہ ہو گیا ہے۔ والد صاحب مجھے لے کر تیزی کے ساتھ گھر روانہ ہو گئے اور خیریت سے پہنچ گئے۔ ڈبائی میں ہماری ''آزادی'' کا یہ آخری دن تھا۔ اس کے بعد ہم خانہ نشین یا کہیے محلہ نشین ہو کر رہ گئے تھے۔ والد صاحب کے پاس لائسنس والی ایک دونالی بندوق تھی جسے انہوں نے صاف کر کے تیار حالت میں رکھا ہوا تھا کہ بوقت ضرورت کام آئے۔

بڑے سب پریشان دکھائی دیتے تھے مگر ہم لڑکے جو ''فسادات'' کو پوری طرح سمجھتے نہ تھے' ہمارے حوصلے بہت ''بلند'' تھے۔ چچا مولوی عبدالسلام صاحب کے گھیر (احاطہ) میں روزانہ سب لڑکے جمع ہو جاتے اور سر پر سفید کپڑا (کفن کی نشانی کے طور پر) باندھ کر چپ راست' چپ راست (لیفٹ رائٹ) پریڈ کرتے۔ بڑے ان حالات میں جب لڑکوں کو اس طرح بے خطر سر پر کفن باندھ کر پریڈ کرتے دیکھتے تھے تو شاید ان کے حوصلے بھی بلند ہو جاتے ہوں گے!

ڈبائی میں اب باقاعدہ ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے اور کرفیو لگ گیا۔ لیکن یہ صرف مسلمانوں کے لئے تھا' ہندوؤں کو نکلنے کی آزادی تھی۔ ہمارے محلہ کے لوگوں نے طے کیا کہ چونکہ ہندوؤں کے حملہ کا خدشہ ہے اس لئے خاندان کی خواتین اور چھوٹے بچوں کو پھوپھا قاضی عبداللطیف صاحب کے گھر پہنچا دیا جائے جو محلّے کے وسط میں قلعہ نما اور نسبتاً محفوظ تھا۔ والد صاحب نے مجھے بھی کہہ دیا تھا کہ اگر حملہ ہو تو تم بھی وہیں چلے جانا۔۔۔۔ ہم نے کہا نہیں' ہم لڑیں گے۔ ہم سر پر کفن باندھ کر اس ڈنڈے سے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ ڈبائی کا تھانیدار ایک سکھ تھا' جو کھلم کھلا ہندوؤں کا ساتھ دے رہا تھا۔

ڈبائی سے دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کسیر کلاں ہے۔ اسی گاؤں میں ڈبائی کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ گاؤں میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ مسلمان بڑے بہادر اور جی دار تھے۔ ماہر القادری صاحب کا تعلق بھی اسی گاؤں سے تھا۔ ڈبائی کو ''فتح'' کرنے سے پہلے ہندوؤں نے سوچا کہ پہلے ''کسیر کلاں'' سے نبٹ لیا جائے' اگر اس کو ''فتح'' کرلیا تو ڈبائی تو پکے پھل کی طرح جھولی میں آگرے گا۔

کسیر کلاں کے مسلمانوں کو حملہ کا پہلے سے اندازہ تھا۔ گاؤں میں اُن کی آبادی ایک ہزار سے کم ہی ہو گی (چند سو ہندو تھے جو گاؤں خالی کر کے چلے گئے تھے)۔ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار جمع کرنے شروع کر دیئے۔ چند توپیں بھی بنالیں اور جس قدر ممکن ہوا' تیاری کر لی۔ آخر کو کسیر کلاں پر ایک روز حملہ ہو ہی گیا۔ ہزاروں ہندوؤں کا لشکر جرار حملہ آور تھا' جو دور دور سے بذریعہ بس' ٹرک اور ریل وہاں جمع ہو گئے تھے۔ وہاں ان پر مسلمانوں کی توپوں نے (جو ہندوؤں سے بالکل پوشیدہ رکھی گئی تھیں) جو گولے برسائے تو اُن کی آوازیں ہمیں دو میل دور ڈبائی تک سنائی دے رہی تھیں۔

> کسیر کلاں پر ہندوؤں کے ایک بڑے لشکر نے حملہ کیا' لیکن انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ کھیتوں میں دُور دُور تک ان کی لاشیں پڑی تھیں۔ یہ سب غیبی امداد معلوم ہوتی تھی۔ کہاں چند سو مسلمان اور کہاں چالیس ہزار ہندوؤں کا لشکر جرار' جو اسلحہ سے لیس تھا

ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ کسیر کلاں پر حملہ ہو گیا ہے۔ اگر خدانخواستہ اس کا Fall ہو جاتا تو پھر ڈبائی کی خیر نہیں تھی' لیکن قدرت ہم پر مہربان تھی۔ ماہر القادری صاحب نے اس سلسلہ میں مختصراً جو لکھا' وہ ذیل میں پیش خدمت ہے:

''1947ء میں تقسیم ہند کے بعد جو قیامتِ صغریٰ نازل ہوئی' ماہر القادری ان دنوں اپنے وطن کسیر کلاں میں تھا۔ وہاں خبریں آتی تھیں کہ ہندو کسیر کلاں پر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ماہر القادری نے مسلمانوں کو منظم کیا۔ راتوں کو گاؤں والوں کی حفاظت کے لئے پہرے داروں کی ڈیوٹیاں مقرر کیں اور تقریریں کر کے خاص طور سے عورتوں کی ہمت بندھائی۔ پھر وہ قیامت کا دن بھی آ گیا جب چالیس ہزار ہندوؤں نے کسیر کلاں پر چڑھائی کر دی۔ گاؤں کے مسلمانوں نے پائپ سے بھرمار بندوقیں اور چھوٹی توپیں بنالی تھیں۔ ہندو کو تل گھوڑے مسلمان عورتوں کو لینے کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مسلمانوں نے پوری استقامت کا ثبوت دیا اور دشمنوں کے حملہ کو پسپا کر دیا۔ حملہ آوروں کو منہ کی کھانی پڑی۔ مسلمانوں کے پانچ آدمی شہید ہوئے اور ہندوؤں کے زخمیوں اور مرنے والوں کی تعداد کا شمار ہی نہ ہو سکا۔ مسلمانوں کے تمام مورچوں کی نگرانی اور کمان ماہر نے کی۔''

(ماہنامہ ''فاران'': ماہر القادری نمبر' دسمبر 1978ء)

کہتے ہیں کہ ہندو اس قدر مرے کہ کھیتوں میں دور دور تک ان کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ یہ سب غیبی امداد معلوم ہوتی تھی۔ کہاں چند سو لڑنے والے مسلمان اور کہاں چالیس ہزار ہندوؤں کا لشکر جرار جو اسلحہ سے لیس تھا۔ ؏
مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی!

ایک لڑکے کے بارے میں سن رکھا تھا کہ اس کا نشانہ بہت اچھا ہے۔ معرکہ کے دن کے لئے اُس نے ایک بڑی غلیل اور بہت سے غلّے (مٹی کی پکی ہوئی گولیاں) تیار کر رکھے تھے۔ جب حملہ ہوا تو اس نے ایک چھت پر چڑھ کر اپنی غلیل سے حملہ آوروں کی آنکھوں کو نشانہ بنانا شروع کیا۔ نہ جانے کتنوں کی آنکھیں پھوڑیں اور ناکیں توڑی ہوں گی۔ وہ اپنے کام میں اتنا مگن تھا کہ اسے اندازہ ہی نہ ہو سکا کہ حملہ آوروں نے اس کے مکان کو گھیر لیا ہے۔ جب وہ قریب آ گئے تو لڑکے نے دو تین مکانوں کی چھتوں پر چھلانگیں لگائیں تاکہ محفوظ جگہ پر پہنچ سکے' مگر وہ گھیرے میں آ چکا تھا۔ وہ شہادت کا درجہ پا گیا۔ ؏ ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی! کسیر کلاں میں ہندوؤں کے لشکر کی عبرتناک شکست سے ڈبائی کے مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا! (جاری ہے)

ندائے خلافت

خواتین نمبر

ان شاء اللہ تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے تعاون سے عنقریب ندائے خلافت خواتین نمبر شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس ضمن میں تمام رفیقات تنظیم اسلامی سے ایسے اہم دینی موضوعات پر لکھنے کی اپیل کی جاتی ہے جو خواتین سے متعلق ہوں۔ **مثلاً** ''از روئے اسلام عورت کی مختلف حیثیتیں'' ''حیا کیا ہے؟'' ''خواتین کا صبر'' ''گھریلو اور خاندانی روابط'' وغیرہ وغیرہ۔ مضامین بذریعہ ڈاک یا میل ایڈریس بھیجے جاسکتے ہیں:

مدیر ندائے خلافت

36-K ماڈل ٹاؤن' لاہور (Publications@tanzeem.org)

تھے۔ وہاں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا اور بہت سے مسلمان خاندان امن کے لئے ڈبائی کا رخ کر رہے تھے جہاں پر اُن کی رہائش وغیرہ کے کیمپ بنائے جا رہے تھے۔

ایک روز والد صاحب کے ساتھ میں منڈی گیا ہوا تھا جو ہمارے گھر سے فاصلہ پر تھی' کہ یکدم بھگدڑ مچی کہ بلوہ ہو گیا ہے۔ والد صاحب مجھے لے کر تیزی کے ساتھ گھر روانہ ہوگئے اور خیریت سے پہنچ گئے۔ ڈبائی میں ہماری ''آزادی'' کا یہ آخری دن تھا۔ اس کے بعد ہم خانہ نشین یا کہیے محلہ نشین ہو کر رہ گئے تھے۔ والد صاحب کے پاس لائسنس والی ایک دونالی بندوق تھی جسے انہوں نے صاف کر کے تیار حالت میں رکھا ہوا تھا کہ بوقت ضرورت کام آئے۔

بڑے سب پریشان دکھائی دیتے تھے مگر ہم لڑکے جو ''فسادات'' کو پوری طرح سمجھتے نہ تھے' ہمارے حوصلے بہت ''بلند'' تھے۔ چچا مولوی عبدالسلام صاحب کے گھیر (احاطہ) میں روزانہ سب لڑکے جمع ہو جاتے اور سر پر سفید کپڑا (کفن کی نشانی کے طور پر) باندھ کر چپ راست' چپ راست (لیفٹ رائٹ) پریڈ کرتے۔ بڑے ان حالات میں جب لڑکوں کو اس طرح بے خطر سر پر کفن باندھ کر پریڈ کرتے دیکھتے تھے تو شاید ان کے حوصلے بھی بلند ہو جاتے ہوں گے!

ڈبائی میں اب باقاعدہ ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے اور کرفیو لگ گیا۔ لیکن یہ صرف مسلمانوں کے لئے تھا' ہندوؤں کو نکلنے کی آزادی تھی۔ ہمارے محلہ کے لوگوں نے طے کیا کہ چونکہ ہندوؤں کے حملہ کا خدشہ ہے اس لئے خاندان کی خواتین اور چھوٹے بچوں کو پھوپھا قاضی عبداللطیف صاحب کے گھر پہنچا دیا جائے جو محلہ کے وسط میں قلعہ نما اور نسبتاً محفوظ تھا۔ والد صاحب نے مجھے بھی کہہ دیا تھا کہ اگر حملہ ہو تو تم بھی وہیں چلے جانا—— ہم نے کہا نہیں' ہم لڑیں گے۔ ہم سر پر کفن باندھ کر اس ڈنڈے سے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ ڈبائی کا تھانیدار ایک سکھ تھا' جو کھلم کھلا ہندوؤں کا ساتھ دے رہا تھا۔

ڈبائی سے دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کسیر کلاں ہے۔ اسی گاؤں میں ڈبائی کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ گاؤں میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ مسلمان بڑے بہادر اور جی دار تھے۔ ماہر القادری صاحب کا تعلق بھی اسی گاؤں سے تھا۔ ڈبائی کو ''فتح'' کرنے سے پہلے ہندوؤں نے سوچا کہ پہلے ''کسیر کلاں'' سے نبٹ لیا جائے' اگر اس کو ''فتح'' کر لیا تو ڈبائی تو پکے پھل کی طرح جھولی میں آ گرے گا۔

کسیر کلاں کے مسلمانوں کو حملہ کا پہلے سے اندازہ تھا۔ گاؤں میں اُن کی آبادی ایک ہزار سے کم ہی ہو گی (چند سو ہندو تھے جو گاؤں خالی کر کے چلے گئے تھے)۔ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار جمع کرنے شروع کر دیئے۔ چند توپیں بھی بنالیں اور جس قدر ممکن ہوا' تیاری کر لی۔ آخر کو کسیر کلاں پر ایک روز حملہ ہو ہی گیا۔ ہزاروں ہندوؤں کا لشکر جرار حملہ آور تھا' جو دور دور سے بذریعہ بس' ٹرک اور ریل وہاں جمع ہو گئے تھے۔ وہاں ان پر مسلمانوں کی توپوں نے (جو ہندوؤں سے بالکل پوشیدہ رکھی گئی تھیں) جو گولے برسائے تو اُن کی آوازیں ہمیں دو میل دور ڈبائی تک سنائی دے رہی تھیں۔

ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ کسیر کلاں پر حملہ ہو گیا ہے۔ اگر خدانخواستہ اس کا Fall ہو جاتا تو پھر ڈبائی کی خیر نہیں تھی' لیکن قدرت ہم پر مہربان تھی۔ ماہر القادری صاحب نے اس سلسلہ میں مختصراً جو لکھا' وہ ذیل میں پیش خدمت ہے:

''1947ء میں تقسیم ہند کے بعد جو قیامتِ صغریٰ نازل ہوئی' ماہر القادری ان دنوں اپنے وطن کسیر کلاں میں تھا۔ وہاں خبریں آتی تھیں کہ ہندو کسیر کلاں پر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ماہر القادری نے مسلمانوں کو منظم کیا۔ راتوں کو گاؤں والوں کی حفاظت کے لئے پہرے داروں کی ڈیوٹیاں مقرر کیں اور تقریریں کر کے خاص طور سے عورتوں کی ہمت بندھائی۔ پھر وہ قیامت کا دن بھی آ گیا جب چالیس ہزار ہندوؤں نے کسیر کلاں پر چڑھائی کر دی۔ گاؤں کے مسلمانوں نے پائپ سے بھر مار بندوقیں اور چھوٹی توپیں بنائی تھیں۔ ہندو کوتل گھوڑے مسلمان عورتوں کو لینے کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے' مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مسلمانوں نے پوری استقامت کا ثبوت دیا اور دشمنوں کے حملہ کو پسپا کر دیا۔ حملہ آوروں کو منہ کی کھانی پڑی۔ مسلمانوں کے پانچ آدمی شہید ہوئے اور ہندوؤں کے زخمیوں اور مرنے والوں کی تعداد کا شمار ہی نہ ہو سکا۔ مسلمانوں کے تمام مورچوں کی نگرانی اور کمان ماہر نے کی۔''

(ماہنامہ ''فاران'': ماہر القادری نمبر' دسمبر 1978ء)

کسیر کلاں پر ہندوؤں کے ایک بڑے لشکر نے حملہ کیا' لیکن انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ کھیتوں میں دُور دُور تک ان کی لاشیں پڑی تھیں۔ یہ سب غیبی امداد معلوم ہوتی تھی۔ کہاں چند سو مسلمان اور کہاں چالیس ہزار ہندوؤں کا لشکر جرار' جو اسلحہ سے لیس تھا

کہتے ہیں کہ ہندو اس قدر مرے کہ کھیتوں میں دور دور تک ان کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ یہ سب غیبی امداد معلوم ہوتی تھی۔ کہاں چند سو لڑنے والے مسلمان اور کہاں چالیس ہزار ہندوؤں کا لشکر جرار جو اسلحہ سے لیس تھا۔ ؎

مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی!

ایک لڑکے کے بارے میں سن رکھا تھا کہ اس کا نشانہ بہت اچھا ہے۔ معرکہ کے دن کے لئے اُس نے ایک بڑی غلیل اور بہت سے غلّے (مٹی کی پکی ہوئی گولیاں) تیار کر رکھے تھے۔ جب حملہ ہوا تو اس نے ایک چھت پر چڑھ کر اپنی غلیل سے حملہ آوروں کی آنکھوں کو نشانہ بنانا شروع کیا۔ نہ جانے کتنوں کی آنکھیں پھوڑیں اور ناکیں توڑی ہوں گی۔ وہ اپنے کام میں اتنا مگن تھا کہ اسے اندازہ ہی نہ ہو سکا کہ حملہ آوروں نے اس کے مکان کو گھیر لیا ہے۔ جب وہ قریب آ گئے تو لڑکے نے دو تین مکانوں کی چھتوں پر چھلانگیں لگائیں تاکہ محفوظ جگہ پر پہنچ سکے' مگر وہ گھیرے میں آ چکا تھا۔ وہ شہادت کا درجہ پا گیا۔ ؎ ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی! کسیر کلاں میں ہندوؤں کے لشکر کی عبرتناک شکست سے ڈبائی کے مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا!

(جاری ہے)

ندائے خلافت

خواتین نمبر

ان شاء اللہ تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے تعاون سے عنقریب ندائے خلافت خواتین نمبر شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس ضمن میں تمام رفیقات تنظیم اسلامی سے ایسے اہم دینی موضوعات پر لکھنے کی اپیل کی جاتی ہے جو خواتین سے متعلق ہوں۔ **مثلاً** ''از روئے اسلام عورت کی مختلف حیثیتیں'' ''حیا کیا ہے؟'' ''خواتین کا صبر'' ''گھریلو اور خاندانی روابط'' وغیرہ وغیرہ۔ مضامین بذریعہ ڈاک یا میل ایڈریس بھیجے جاسکتے ہیں:

مدیر ندائے خلافت

36-K ماڈل ٹاؤن' لاہور (Publications@tanzeem.org)

خسارے کا سودا

عرفان صدیقی

> امریکہ کا ساتھ دے کر ہم پتھر کے زمانے میں دھکیلے جانے سے بچ گئے' لیکن ٹھیک چار سال بعد جانے کس نے چشم زدن میں 28 ہزار مربع میل علاقہ پتھر کے زمانے میں دھکیل دیا اور ہزاروں بستیوں کو تورابورا بنا دیا

میرا علم نہایت ہی محدود اور ناقص ہے۔ سو میں یہ دعویٰ کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ 8 اکتوبر کو ہمارا مقدر بن جانے والی قیامت کا سبب کیا تھا۔ کیا اسے صرف ارضیاتی تبدیلیوں اور سطح ارضی کے میلوں نیچے بپا کیمیائی مادوں کی کشمکش یا پلیٹوں کی حرکیات کا نتیجہ سمجھ لیا جائے؟ اگر اس کائنات کا کوئی خالق ہے تو کیا اس کی قدرت' تخلیق کے ساتھ ہی ساقط ہو گئی ہے؟

بحیثیت مسلمان میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق بھی ہے' خبیر و بصیر بھی اور قہار و جبار بھی۔ مجھے اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں کہ قوموں کے اعمال اور ان کے حکمرانوں کی روش عذاب و ثواب کا سبب بھی بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے کتاب حکیم میں اپنی اس سنت کا تواتر سے ذکر کیا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے پجاریوں کی اس دنیا میں مجھے پلیٹوں والی تھیوری رد کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ اگر 8 اکتوبر کا تباہ کن زلزلہ کسی ارضیاتی محرک کا نتیجہ تھا تو بھی اسے کہیں نہ کہیں سے اذن ضرور عطا کیا گیا ہوگا' حکم ضرور ملا ہوگا۔

کچھ عجیب و غریب سی مماثلتیں' کچھ ناقابل فہم سی مشابہتیں' کچھ پیچ در پیچ اسرار' کچھ حیرت انگیز بھید اور کچھ نیندیں اڑا دینے والے خیالات' گزشتہ کئی دنوں' کئی راتوں سے میرے ذہن میں سائیں سائیں کر رہے ہیں' میرے دل میں صحرائی بگولوں کی طرح رقص کر رہے ہیں اور میں نہیں سمجھ پا رہا کہ افغانستان کے کوہساروں اور گھاٹیوں میں رقم ہونے والی تاریخ ٹھیک چار سال بعد کشمیر اور سرحد کے پہاڑوں اور وادیوں میں کیوں دہرائی جا رہی ہے؟ بالکل ایسے جیسے افغانوں پر گزر جانے والی قیامت کسی نے فیکس مشین میں ڈال کر پاکستان بھیج دی ہو۔

نائن الیون کے فوراً بعد امریکہ نے کرخت لہجے میں سنگین دھمکیاں دے کر ہمیں اس بے ننگ و نام جنگ کا ہراول دستہ بنا لیا جو کسی طور ہماری جنگ نہ تھی۔ ستم یہ ہوا کہ ہم نے اپنی اس مجبوری کو حکمت کی قبائے خوش رنگ پہنا دی۔ اسے اپنے رضا کارانہ اور خوشدلانہ فیصلے کا نام دے کر اپنے سر کی کلغی بنا لیا۔ ایسا پہلی بار ہوا کہ پاکستان نے ایک مسلم ہمسایہ ملک پر حملے کے لیے اپنے ہوائی اڈے' اپنی بندرگاہیں' اپنی انٹیلی جنس اور اپنا تعاون ایک غیر مسلم ملک کے قدموں میں ڈال دیا۔ صرف پہلے برس ہماری سرزمین سے امریکی طیاروں نے 57800 اڑانیں بھریں۔ پاکستان کے لوگوں کے لیے یہ روز و شب بڑے ہی کٹھن تھے۔ ہمارے تعاون سے افغانستان کی بستیاں غارت ہوئیں' نہتے لوگ خاک و خون میں نہا گئے' معصوم بچے آگ اور بارود کا رزق ہو گئے' قلعہ جنگی' تورا بورا اور دشتِ لیلیٰ جیسی المناک کہانیاں رقم ہوئیں اور وہ کچھ ہوا جس کے تذکرے سے بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس قہر کا نشانہ وہ قبیلہ بنا جو تمام تر کوتاہیوں کے باوصف اللہ اور رسول ﷺ کا نام لیوا تھا اور جس کی نس نس میں پاکستان کی لازوال محبت بھری تھی۔

مجبوری کی اس جنگ کے لیے ہمیں کچھ دلیلیں تراشنا پڑیں۔ یہ کہ ہم امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو وہ ہمیں پتھروں کے زمانے میں دھکیل دیتا' وہ ہمارا تورا بورا بنا دیتا۔ یہ کہ اس سے ہمارا کشمیر کاز مضبوط ہوگا اور یہ کہ اس سے ہماری معیشت نہایت قوی ہو جائے گی۔ لیکن چار سال بعد گرد و پیش پر نگاہ ڈالیں تو خوش گمانیوں کے ملبے اور خوابوں کی کرچیوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اور لاتعداد مماثلتوں میں مشابہتوں کا بھید بھرا سلسلہ سوچ کی چولیں ہلا کر رکھ دیتا ہے۔

امریکہ نے پاکستان کے تعاون سے' افغانستان کی بستیوں کو اپنے بموں اور میزائلوں کا نشانہ بنانے کا آغاز چار سال پہلے اکتوبر کے اسی نیم خنک مہینے میں کیا تھا۔ وہ 7 اور 8 اکتوبر 2001ء کی درمیانی شب تھی جب جلال آباد' قندھار' کابل اور مزار شریف پر چالیس کے لگ بھگ امریکی طیاروں نے وحشیانہ بمباری کا آغاز کیا تھا۔ یہ طیارے جہاں کہیں سے بھی آئے انہوں نے ہماری ہواؤں اور فضاؤں میں سفر کیا' بھید بھری پُراسراریت یہ ہے کہ ہمارے اوپر ٹوٹنے والی قیامت نے 7 اور 8 اکتوبر کی درمیانی شب زمین کے نیچے ہلچل شروع کی بھی' افغان عوام کو 8 اکتوبر کی صبح پتہ چلا تھا کہ وحشت و بربریت کیا کہانی رقم کر گئی' جب ادھڑی ہوئی عمارتوں' ملبے کے ڈھیروں' بکھری پڑی نعشوں اور زخمیوں کی چیخ و پکار نے سارا منظر ہی بدل ڈالا تھا۔ ہم بھی 8 اکتوبر کو بیدار ہو کر سنبھل ہی رہے تھے کہ زمین تھرتھرائی اور آٹھ دس سیکنڈ کے اندر سارا نقشہ ہی تبدیل ہو گیا۔ چند دنوں بعد رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آیا تو بھی امریکہ نے اپنی خون آشامی کو لگام نہ ڈالی اور سحر و افطار کی سعید ساعتوں میں بھی آگ اور بارود کا کھیل جاری رہا اور ہم اس کا ساتھ دیتے رہے۔ چار سال بعد سحر و افطار کے مشکبو موسموں میں اہل پاکستان کو بھی اسی کٹھن آزمائش سے دوچار ہونا پڑا۔

امریکہ کا ساتھ دے کر ہم پتھر کے زمانے میں دھکیلے جانے سے بچ گئے' لیکن ٹھیک چار سال بعد جانے کس نے چشم زدن میں 28 ہزار مربع میل علاقہ پتھر کے زمانے میں دھکیل دیا۔ ہم تورا بورا بننے سے محفوظ ہو گئے اور ٹھیک چار سال بعد جانے کس نے ہماری ہزاروں چھوٹی بڑی بستیوں کو تورا بورا بنا دیا۔ چار سال پہلے ہم لٹے پٹے افغانوں کو تباہ حال بستیوں کے باہر ماتم کناں دیکھتے اور امریکیوں سے نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ ظلم نہ کرو۔ آج ہمارے لٹے پٹے ہم وطن ملبوں کے ڈھیر پر بیٹھے رو رہے ہیں اور پوری قوم انگاروں پر لوٹ رہی ہے۔ کل ہم بازو' ہاتھ اور ٹانگیں کٹے افغان بچوں کی تصویریں دیکھتے تو آنکھیں سلگ اٹھتی تھیں۔ آج ہمارے ہسپتالوں کے وارڈ اور برآمدے ایسی تصویروں سے بھر گئے ہیں۔ کل ہم دشتِ لیلیٰ کے بے گور و کفن لاشوں کے نوحے لکھ رہے تھے' آج اپنے پیاروں کی بے گور و کفن لاشوں پر بین کر رہے ہیں۔ کل ہیلی کاپٹروں سے گرائے گئے خوراک کے پیکٹوں کی طرف لپکتے افغانوں کو دیکھ کر دل دہل جاتا تھا اور آج اپنے فاقہ زدہ عوام کو ان پیکٹوں کی طرف دیوانہ وار لپکتے دیکھنا پڑا ہے۔ امریکہ کی دھونس پر ہم نے جن کچی بستیوں سے افغانوں کو باہر دھکیل دیا تھا' آج

(باقی صفحہ 18 پر)

تفہیم المسائل

سوال: قرآن مجید میں ''ازواج'' کا لفظ مرد اور عورت دونوں کے لیے آیا ہے یا صرف مردوں کے حق میں آیا ہے۔ نیز نیک خواتین کے لیے آخرت میں کیا بدل ہوگا؟

جواب: ''زوج'' عربی زبان میں جوڑے کو کہتے ہیں۔ شوہر کے لیے بیوی زوج ہے اور بیوی کے لیے شوہر زوج ہے۔ ازواج کا لفظ دونوں کے لیے آتا ہے۔ نیک عورتوں کو آخرت میں اللہ تعالیٰ حوروں کی شکل دے دے گا اور انہیں اللہ کے نیک بندوں کے عقد میں دے دیا جائے گا۔ اگر دنیا میں میاں بیوی دونوں ہی نیک ہیں' دونوں جنتی ہیں' تو ان کا رشتۂ ازدواج دنیا کی طرح آخرت میں بھی قائم رہے گا۔

سوال: کیا نماز کے دوران قرآنی اور مسنون دونوں دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں؟

جواب: جی ہاں فرض اور نوافل میں مسنون دعائیں مانگی جا سکتی ہیں لیکن آپؐ سے سجدہ' رکوع' تشہد' ثناء وغیرہ کی کئی ایک دعائیں منقول ہیں انہی دعاؤں کو نماز کے متعلقہ ارکان میں پڑھنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ رکوع اور سجدے میں قرآن مجید کی آیت نہیں پڑھی جاسکتی۔

سوال: کیا قرآنی اور مسنون دعاؤں کے علاوہ بھی نماز میں دعائیں مانگی جاسکتی ہیں؟

جواب: نماز میں اس سے اجتناب مناسب ہے۔ نماز کے علاوہ ایسی دُعائیں مانگنے میں حرج نہیں۔ آپ چوبیس گھنٹے ہر وقت لیٹے ہوئے' بیٹھے ہوئے دُعا مانگیے' باوضو' بے وضو مانگیے' دعا مانگنے میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے' لیکن نماز میں اُن دعاؤں کا اہتمام کریں جو نبی اکرم ﷺ نے مانگی ہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص بنک میں روپیہ رکھوا کر سود حاصل کرتا ہے وہ سود خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی کھلا رہا ہے' جبکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد کہ اگر کسی شخص کے پیٹ میں سود کا ایک لقمہ بھی گیا' اس کی عبادات غارت ہوگئیں۔ یہ بتا دیجیے وہ خواتین جو ایسے شخص کے سود پر پل رہی ہیں' ان کی عبادات کا کیا معاملہ ہے؟

جواب: ان کا معاملہ واقعتاً اس اعتبار سے مشکل ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے گھروں میں آباد ہیں۔ تاہم اگر وہ اپنے شوہروں کو اس پر نکیر کرتی اور اُن سے اختلاف کا اظہار کرتی رہیں' اور آمدنی کو صرف کم سے کم ضروریات پوری کرنے میں استعمال کریں' یہ نہ ہو کہ اچھے سے اچھے کپڑے اور دیدہ زیب زیور بنا رہی ہوں۔ یعنی اس آمدنی سے استفادہ کم از کم ضرورت سے زیادہ نہ ہو' تو امید ہے کہ ان کی اللہ کے ہاں مغفرت ہو جائے گی۔ لیکن اگر سود کے گناہ کا احساس بھی دل میں نہیں۔ اور اِس آمدنی سے عیش کر رہی ہوں' تو پھر وہ اللہ کے ہاں پکڑی جائیں گی اور ان کی عبادات بھی غارت ہو جائیں گی۔

سوال: گھر میں تصاویر ہوں تو فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے' اگر کسی شخص نے اپنے گھر میں اپنی تصویر لگائی ہو تو گھر والوں کی عبادات کا کیا معاملہ ہے؟

جواب: فرشتے تو خیر نہیں رک سکتے' البتہ رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ باقی حساب کتاب لکھنے والے فرشتے ہر وقت موجود رہیں گے۔ اصل میں یہ اظہارِ ناپسندیدگی کا انداز ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو سخت ناپسند کیا ہے' لہٰذا گھر میں تصاویر نہ لٹکائی جائیں۔

سوال: تنظیم اسلامی کا رکن بنے بغیر کن کن صورتوں میں دین کی خدمت کی جاسکتی ہے۔

جواب: خدمت دین کا ایک طریقہ تو دعوت دین ہے۔ آپ قرآن پڑھیں' سمجھیں' اور آگے پڑھائیں' لوگوں تک اس علم کو پہنچائیں' قرآنی دعوت کو عام کریں۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے دین کی اقامت کی جدوجہد میں اپنا وقت' اپنی صلاحیت' اپنی قوت اور اپنا مال خرچ کریں۔ تنظیم اسلامی میں شامل ہونا فرض نہیں ہے۔ کسی اور جماعت میں جسے بھی آپ بہتر سمجھیں' اُس میں شامل ہو جائیں۔ لیکن اقامت دین کی جدوجہد بغیر جماعت کے نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے جماعت کا التزام شرط ہے' جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے کہ جیسے وضو کے بغیر آپ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ تنظیم اسلامی واحد جماعت نہیں ہے' اور بھی جماعتیں اقامت دین کا کام کر رہی ہیں۔ آپ سوچیے' غور کیجیے' اور اُن تنظیموں کو پرکھیے' ان کا طریقہ کار کیا ہے؟ ان کے قریب جا کر دیکھیے کہ کیسے لوگ ہیں۔ کتنے خلوص کی خوشبو آرہی ہے۔ اور پھر فیصلہ کیجیے اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے آگے بڑھیے۔ اگر تنظیم اسلامی اس معیار پر پوری اترے تو بسم اللہ کیجیے۔

سوال: قرآن حکیم میں زیادہ تر مردوں سے خطاب ہے۔ کیا یہ احکام عورتوں کے لیے بھی ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں خطاب کا عام طور پر رخ مذکر (یعنی مردوں) کی طرف کیا گیا ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس سے دونوں مراد ہیں۔ اور دوسری رائے یہ ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیتیں عام ہیں' مرد و عورت دونوں کے لیے ہیں' سوائے اُس آیت کے جس کے بارے میں یہ طے ہو جائے کہ صرف خواتین کے لیے ہے' یا معلوم ہو جائے یہ صرف مردوں کے لیے ہے۔

پریس ریلیز

20 اکتوبر 2005ء

اسلامی نظام نافذ نہ کیا گیا' تو ہم بڑے حادثہ سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد

لاہور' 20 اکتوبر۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے آج دوپہر انمول ہسپتال میں ڈاکٹروں' عملہ کے دیگر ارکان اور عام شہریوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم نے اپنا موجودہ طرزِ عمل تبدیل نہ کیا تو حالیہ زلزلوں سے ہونے والی تباہی اور بربادی کسی بڑے المیہ کا پیش خیمہ بن سکتی ہے جس میں پاکستان کی آزادی اور خودمختاری کا خدانخواستہ خاتمہ بھی شامل ہو سکتا ہے جس کی ایک عرصہ سے پیشین گوئیاں کی جارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ زلزلہ زدگان کی مدد کے لئے ملک کے اندر اور باہر انسانی ہمدردی کا بے پناہ جذبہ دیکھنے میں آرہا ہے لیکن ہمیں صرف اس پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ جس مقصد کے لیے یہ ملک بنایا تھا اسے حاصل کرنے کے لیے بھی اس جذبے کو بروئے کار لانا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پاکستان کے قیام کی ایک منفی اور ایک مثبت اساس تھی۔ منفی اساس' یعنی ہندو کے خوف کو ہم ختم کر کے ایک ہونے کے لئے بے قرار ہو رہے ہیں' جبکہ مثبت اساس یعنی اسلامی نظام کے قیام کی طرف ہم نے سرے سے پیش رفت ہی نہیں کی' جو ہمارا اصل اور سب سے بڑا جرم ہے۔ انہوں نے کہا پاکستان میں اسلام سے انحراف کر کے ہم نے اللہ سے جو غداری اور بے وفائی کی ہے اس کی رو سے ہمارے لئے شاید یہ آخری موقع ہو۔ اتنی بڑی تباہی اور ہلاکتوں کے بعد بھی اگر ہم ہوش میں نہ آئے' ہم نے اللہ کے حضور توبہ نہ کی اور اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کے مطابق یہاں اسلام کا عادلانہ نظام قائم نہ کیا تو یہ اللہ سے کھلم کھلا بغاوت ہوگی جس کی پاداش میں ہم کسی بھی بڑے حادثہ سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بداعمالیوں کی سزا تو ہمیں آخرت میں فرداً فرداً ملے گی تاہم حالیہ زلزلوں کے نتیجہ میں جو قیامت صغریٰ برپا ہوئی ہے وہ ملک اور قوم کے لیے ایک بڑی تنبیہہ اور ہوش میں آنے کی منادی ہے جس پر توجہ دینے سے ہم اس دنیا میں ملنے والی اس اجتماعی سزا سے بچ سکتے ہیں جس میں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا ہے۔ (سردار اعوان)

اسرہ خراسان کی دعوتی سرگرمیاں

دیگر تحریکوں کی طرح تنظیم اسلامی اسرہ خراسان کے رفقاء بھی یہاں کافی متحرک اور فعال ہیں۔ اقامت دین کے لیے ان کے نعرے پہاڑوں' میدانوں اور کوہساروں میں گونج رہے ہیں۔ یہاں کے رفقاء کا جذبہ جہاد' اجتماعات میں حاضری' شوق شہادت اور خلوص دیکھ کر راقم کا یہ یقین پختہ سے پختہ تر ہوتا جاتا ہے کہ ان شاء اللہ یہ واقعی قلب خراسان ہوگا۔ کیونکہ مالاکنڈ ڈویژن ڈیورنڈ لائن کے ذریعے پاکستان کو خراسان بزرگ یعنی افغانستان سے جدا کر دیتی ہے۔ اس نسبت سے راقم نے اپنے اسرے کا نام اسرہ خراسان رکھ دیا ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو امام مہدی کی امداد کے لیے جانے والی فوج کا ہراول دستہ اسی علاقے سے ہوگا۔

راقم سکول میں معلم ہے۔ چھٹی کے بعد باقاعدہ ٹائم ٹیبل پر مختلف مساجد میں جاتا ہے۔ اس ہفتہ تین مختلف مقامات پر یعنی القرآن پبلک سلوک مینہ' جامع مسجد مینہ اور لیویز پیکٹ مینہ میں راقم نے ''قرآن حکیم کے منتخب نصاب'' کا درس' جس کا آغاز سوا سال پہلے کیا گیا تھا' اللہ کے فضل و کرم سے تکمیل کو پہنچا۔ ان حلقہ ہائے قرآنی سے بہت سے لوگ تنظیم سے واقف ہوئے۔ اقامت دین کا تصور ان پر واضح ہوا۔ کئی احباب تنظیم میں شامل ہوئے اور بہت سے افراد حلقہ احباب میں شامل ہو گئے۔ (مرتب: ابوکلیم نبی محسن)

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کا دورۂ ایبٹ آباد و ماہانہ شب بیداری

ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب خالد محمود عباسی ہفتہ 24 ستمبر 2005ء کو ایبٹ آباد تشریف لائے۔ بعد از نماز عصر المیزان پبلک سکول ملک پورہ' ایبٹ آباد میں مقامی تنظیم کے رفقاء کے ساتھ ملاقات کا پروگرام طے تھا۔ طے شدہ شیڈول کے مطابق ناظم حلقہ نے اس ملاقات میں رفقاء سے مقامی تنظیم کی رفتار کار کے متعلق پوچھا۔ حلقہ جات' دروسِ قرآن کی اہمیت و افادیت کو انہوں نے رفقاء کے سامنے اجاگر کیا اور ان دروس کو مؤثر بنانے کے لیے مشورے دیے۔

مغرب کے بعد جامع مسجد جلال بابا چوک ملک پورہ میں ''استقبال رمضان'' کے سلسلے میں درسِ قرآن کا پروگرام ہوا۔ ناظم حلقہ نے سورۃ البقرہ کی آیات کے حوالے سے ''صوم'' کی حقیقت اور اس کی رمضان میں فرضیت اور صیام و قیام رمضان کی فضیلت کو مدلل انداز میں بیان کیا۔ تقریباً 65 رفقاء و احباب نے ایک گھنٹہ کے قریب یہ درس دلجمعی سے سنا۔ خالد محمود عباسی نے اپنے مخصوص انداز بیان سے تمام شرکاء کو بڑا متاثر کیا۔

بعد ازاں المیزان پبلک سکول میں شب بیداری کا پروگرام شروع ہوا۔ بعد از نماز عشاء جناب ندیم اعوان نے سورۃ حم السجدہ کی آیات کے حوالے سے منتخب نصاب میں سے درس دیا۔ طعام کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ سلطان صاحب نے سونے کے آداب بیان کیے۔ 25 ستمبر کو بعد نماز فجر مسجد الہدیٰ ملک پورہ میں انہوں نے درسِ قرآن دیا۔ ناشتے کے بعد المیزان سکول میں عاصم رحمٰن نے تعلیم و تعلم قرآن کے عنوان سے درسِ حدیث دیا۔ پھر ندیم اعوان نے ''یاد دہانی حدیث'' کے پروگرام کے تحت ''حدیث نمبر 6'' رفقاء کو یاد کرائی۔ آخر میں مسنون دعاؤں کا مذاکرہ ہوا۔ (مرتب: اسد قیوم)

تنظیم اسلامی ضلع میرپور کے زیر اہتمام شب بیداری

تنظیم اسلامی ضلع میرپور (آزاد کشمیر) کے زیر اہتمام شب بیداری 24 ستمبر میرپور کے معروف تعلیمی ادارے ''جناح سکالرز ان'' میں منعقد ہوئی۔ شب بیداری میں شرکت کے لیے اسرہ جاتلاں کے رفقاء امیر تنظیم اسلامی ضلع میرپور جناب سید محمد آزاد کی معیت میں نماز مغرب سے قبل پہنچ گئے۔

شب بیداری کا باقاعدہ آغاز بعد نماز مغرب تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد نقیب اسرہ جناب افتخار احمد نے سورت قیامہ کا مختصر مگر جامع درس دیا۔ اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی جناب سید محمد آزاد نے سورۃ الحج کی آخری دو آیات کا اپنے مخصوص انداز میں درس دیا۔ جسے رفقاء اور سامعین نے بڑی توجہ اور انہماک سے سنا۔

بعد ازاں نماز عشاء اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے کا انتظام محمود اختر پرنسپل جناح سکالرز ان نے اپنے دولت خانہ پر کیا ہوا تھا۔ کھانے کے بعد فیاض اختر میاں نے منہج انقلاب نبویؐ کے موضوع پر مذاکرہ کرایا' جس میں تمام حضرات نے بڑی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے حصہ لیا۔ ایک گھنٹہ کے مذاکرے کے بعد محترم قاری شبیر احمد سلفی نے سیرت طیبہ کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ گیارہ بجے پروگرام کا اختتام ہوا اور رفقاء سو گئے۔

صبح پونے چار بجے تمام شرکاء بیدار ہوئے اور نماز تہجد ادا کی جس کے بعد دعائیں یاد کرائی گئیں۔ نماز فجر کے بعد جناب سید محمد آزاد نے درس قرآن دیا۔ ناشتے کے بعد باہمی تعارف کی نشست ہوئی اور ساتھ تنظیمی امور طے کرنے کے بعد صبح سات بجے شب بیداری کا اختتام کر دیا گیا۔ (مرتب: پروفیسر عطاالرحمٰن صدیقی)

روداد ایک روزہ تربیتی و دعوتی پروگرام ''جوہر آباد''

11 ستمبر 2005ء بروز اتوار جوہر آباد میں ایک تربیتی و دعوتی پروگرام منعقد کیا گیا جس میں تنظیم اسلامی سرگودھا کے امیر محترم ڈاکٹر رفیع الدین نے رفقاء تنظیم کو صبح ساڑھے چھ بجے مرکز پہنچنے کا کہا۔ فریضہ شہادت علی الناس اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے جذبہ سے سرشار ہو کر سرگودھا سے 8 ملتزم' 2 مبتدی اور 12 احباب وقت مقررہ پر شروع ہوا۔ سوا آٹھ بجے پر جوہر آباد مرکز تنظیم اسلامی پہنچ گئے۔ نو بجے پروگرام شروع ہوا۔ سب سے پہلے رفیق تنظیم جناب طاہر بشیر نے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' پر ایک مذاکرہ کروایا۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے ''نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' پر ایک سیر حاصل گفتگو کی جو تقریباً ایک گھنٹہ پر محیط تھی۔ دس منٹ کے وقفہ کے بعد امیر محترم ڈاکٹر رفیع الدین نے ''ہماری دینی ذمہ داریاں'' پر ایک مفصل اور پُر اثر مذاکرہ کروایا۔ عبدالسمیع نے ''تنظیم اسلامی۔ ایک تعارف'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد رفقاء کو پانچ گروپس میں تقسیم کر کے مختلف علاقے منتخب کر دیے گئے۔ تمام رفقاء نے انتہائی لگن کے ساتھ قریباً ایک ہزار ہینڈ بل لوگوں تک پہنچائے۔ نماز عصر کے بعد سرگودھا کی طرف روانگی ہوئی۔ اس تمام پروگرام میں 8 ملتزم' 8 مبتدی اور 8 احباب شامل تھے۔ (مرتب: حافظ محمد زین العابدین)

اطلاع برائے رفقاء

ملک میں حالیہ زلزلہ کی تباہ کاریوں کی وجہ سے رفقاء تنظیم اسلامی سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ عید الفطر انتہائی سادگی سے منائیں۔

مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں ہونے والی عید ملن پارٹی بھی منسوخ کر دی گئی ہے۔

المعلن: اظہر بختیار خلجی' ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

عراقی ریفرنڈم کے نتائج

عراق میں انتخابی کمیشن نے ہونے والے ریفرنڈم کے نتائج جاری کر دیئے ہیں۔ان کے مطابق فی الحال صرف ایک صوبۂ صلاح الدین نے دوتہائی اکثریت کے ساتھ عراق کا مجوزہ آئین مسترد کیا ہے۔صلاح الدین میں 82فیصد لوگوں نے اس کے خلاف ووٹ ڈالا۔ابھی تک تیرہ صوبوں سے نتائج موصول ہوئے ہیں۔پانچ صوبوں سے گنتی جاری ہے۔یاد رہے اگر عراق کے تین صوبوں میں آئین مسترد کر دیا گیا تو اُسے کالعدم سمجھا جائے گا۔

زلزلہ متاثرین کی امداد

جن اسلامی ممالک نے پاکستان میں زلزلے کی امدادی کارروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے' ان میں سعودی عرب اور ترکی پیش پیش ہیں۔اس کے علاوہ اردن' مراکش' انڈونیشیا' ایران' افغانستان' متحدہ عرب امارات' بحرین' مصر' کویت وغیرہ شامل ہیں۔اسلامی سربراہ کانفرنس کے سیکرٹری جنرل' پروفیسر اکمل الدین نے اسلامی ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ کھل کر پاکستان کو امداد دیں۔

عیسائی رہنماؤں کی سرگرمیاں

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق 1995ء سے اب تک پاکستان میں عیسائی مبلغ سترہ ہزار پاکستانیوں کو عیسائی بنا چکے ہیں اور ان کی سرگرمیاں بڑھتی چلی جارہی ہیں۔بائبل کارسپنڈنس مہم کا سربراہ' پیٹر رابرٹسن عیسائیت کی تبلیغ کی تحریک کا سربراہ ہے۔حال ہی میں عیسائیوں کا 33واں سالانہ شفائیہ اجتماع ہوا جس میں ملک بھر سے آئے 129 مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا۔خبر کے مطابق عیسائی مشن کی تکمیل کے لیے پاکستان میں چھ مضبوط گروہ مصروف کار ہیں۔ان میں متعدد خوبصورت لڑکیاں اور لڑکے بھی شامل ہیں۔وہ مسلمان لڑکے لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھنسا کر عیسائی بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے علمائے کرام عیسائیت کی تبلیغ کے خلاف جہاد کریں اور اُسے پھیلنے سے روکیں۔

امریکی پیٹریاٹ میزائل اورشاہین اوّل

امریکا میں میزائل بازی کے ماہر تھیڈ دوریڈ یوٹل نے اپنے ایک خصوصی انٹرویو میں انکشاف کیا ہے کہ اگر بھارت امریکا سے میزائل شکن پیٹریاٹ میزائل خرید بھی لے تو وہ پاکستانی میزائلوں کی آمد کو نہیں روک سکے گا۔وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک خطرناک خامی پائی جاتی ہے' یہ پیٹریاٹ اپنے ہی طیاروں کو نشانہ بنا دیتا ہے۔حالیہ عراق جنگ میں اس میزائل نے کئی برطانوی اور امریکی طیارے مار گرائے' لیکن اس بات کو خفیہ رکھا گیا۔اس کے علاوہ بھارت امریکہ سے پیٹریاٹ میزائل کی جو اقسام خرید رہا ہے' وہ پاکستان کے شاہین اوّل میزائل کو روکنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔یہ بات امریکی انتظامیہ اچھی طرح جانتی ہے۔

اسرائیلی فوج کے مظالم

عرب لیگ نے ایک رپورٹ جاری کی ہے جس کے مطابق اسرائیلی فوج گزشتہ پانچ برس میں 720 معصوم فلسطینی بچوں کو شہید کر چکی ہے' جب کہ اس کے حملوں سے سینکڑوں بچے اپاہج ہو گئے۔افسوس ناک بات یہ ہے کہ اسرائیلی فوج کی ظالمانہ کارروائیاں جاری ہیں اور ختم ہونے کو نہیں آرہیں۔نیز یہ بھی اطلاع مل رہی ہے کہ اسرائیلی الخلیل میں واقع تاریخی مسجد ابراہیمی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔عرب لیگ نے اسلامی ممالک سے درخواست کی ہے کہ وہ مسجد کو بچانے کے لیے اپنے اثر ورسوخ استعمال کریں۔

بش اور بلئیر ناپاک ہیں

حال میں صدر موگابے اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک وزراعت کے اجلاس میں امریکا اور برطانیہ کے صدور پر برس پڑے۔انہوں نے بش اور بلئیر کو ہزار سالہ تاریخ میں "ناپاک ترین افراد" کا خطاب دیا۔انہوں نے دنیاوالوں کو مخاطب کر کے پوچھا "کیا ہمیں ان دونوں کو اپنی مرضی کرنے کی اجازت دینی چاہیے جنہوں نے ہٹلر اور مسولینی کی طرح ایک بے گناہ ملک کے خلاف بدترین اتحاد تشکیل دے رکھا ہے؟" انہوں نے کہا کہ وہ صدام حسین کے حامی نہیں لیکن اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ عراقی عوام کو اپنی مرضی سے حکمران چننے کا اختیار دیا جائے۔صدر موگابے کی تقریر ختم ہوئی تو شرکائے تقریب نے تالیاں بجا کر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

انڈونیشیا اور اسرائیل کے روابط

یہ تو عرصہ دراز سے سننے میں آرہا ہے کہ اسرائیل اور انڈونیشیا کے مابین تعلقات بڑھ رہے ہیں' اب انڈونیشیا کے صدر' سوسیلو یودھونو نے باقاعدہ طور پر اعلان کیا ہے کہ انڈونیشیا اسرائیل سے قریبی تعلقات رکھنے کا خواہش مند ہے۔ان کا دعویٰ ہے کہ اس قدم کا مقصد فلسطینیوں کی مدد کرنا ہے۔انڈونیشیا کے علاوہ اسرائیل سے روابط قائم کرنے کی سوچ رکھنے والے ہر اسلامی ملک کا کہنا ہے کہ وہ اس طرح مسئلہ فلسطین کے حل میں ممد ومعاون ثابت ہوں گے۔ظاہر ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ اسلامی ممالک فلسطین کو اسرائیل کے پنجوں سے چھڑا پاتے ہیں یا نہیں۔

امریکی فوجیوں کا وحشیانہ پن

جنوبی افغانستان میں اخلاقی دیوالیہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی فوجیوں نے دو طالبان کی لاشیں جلا ڈالی ہیں۔بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے 6لاشوں کا منہ کعبے کی طرف کیا اور انہیں آگ لگا دی۔ٹیلی ویژن پر یہ منظر دکھا کر طالبان کو برا بھلا کہا گیا اور ان کی بے عزتی کی گئی۔یاد رہے کہ جنیوا کنونشن کے تحت لاشوں کو جلانا غیر اخلاقی فعل ہے۔امریکی فوجیوں نے جس اخلاق وکردار کا مظاہرہ کیا ہے' اس میں امریکی فوج کا مجموعی رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔دوسری طرف خود امریکیوں اور یورپیوں نے طالبان کی شرافت' بلند کرداری اور بہترین اخلاق کی تعریف کی ہے۔

امریکی وزیر خارجہ کا انکشاف

امریکا کی وزیر خارجہ' کونڈولیزا رائس نے انکشاف کیا ہے کہ امریکی حکومت ایران اور شام پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہی ہے۔کیونکہ یہ دونوں ملک' عراق میں مجاہدین کی مدد کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک پر حملہ کرنے کی غرض سے صدر بش کو کانگریس سے منظوری لینے کی ضرورت نہیں۔اب شام اور ایران کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ جنگ چاہتے یا امن؟

طالبان کی کرزئی حکومت پر تنقید

طالبان نے حامد کرزئی کے اس بیان کی شدید مذمت کی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ افغانستان اسرائیل کو تسلیم کر سکتا ہے۔طالبان کے ترجمان کا کہنا ہے کہ غیور افغان عوام کرزئی حکومت کے اس فیصلے کو کبھی قبول نہیں کریں گے۔انہوں نے کہا کہ امریکا نے افغانستان کو اپنی "کالونی" سمجھ لیا ہے اور اپنے اسلام دشمن فیصلے عوام پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔اس وقت طالبان کی حیثیت کمزور ہے لیکن وہ اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف جہاد' مزاحمت اور جدوجہد کی اسلامی روایات برقرار رکھیں گے۔

بقیہ: خسارے کا سودا

اپنوں کے لیے ویسی ہی بستیاں بسانا پڑ رہی ہیں۔ پشاور کے نواح میں اذاخیل کیمپ جو کبھی افغان مہاجرین سے آباد تھا' آج اس میں اپنے ہی وطن کے ''مہاجرین'' بسائے جا رہے ہیں۔

ہم نے کہا تھا کہ وزیرستان میں کارروائی نہ کرتے تو امریکہ خود بم برسانے لگتا۔ ہم اس ''عظیم حکمت عملی'' کے سبب امریکی بموں سے تو محفوظ رہے لیکن کراچی یونیورسٹی کے جیالوجسٹ کا کہنا ہے کہ 8 اکتوبر اور اس کے بعد کے جھٹکوں سے خارج ہونے والی توانائی ایک میگاٹن کے 60 ہزار بموں کے برابر تھی۔ ہم نے کہا تھا کہ اس سے کشمیر کاز کو بچا لیا گیا اور اس افتاد کی سب سے زیادہ تباہ کاری اسی خطہ جنت نظیر میں ہوئی۔ ہم نے کہا تھا کہ اس سے ہماری معیشت مضبوط ہو جائے گی۔ اس ''کارخیر'' کے معاوضے کے طور پر ہمیں پانچ سالوں پر محیط تین ارب ڈالر کی امداد کا وعدہ ملا لیکن ورلڈ بینک کے سابق نائب صدر اور معروف ماہر اقتصادیات شاہد جاوید برکی کا بیان آیا ہے کہ پاکستانی معیشت کو دس سے بارہ ارب ڈالر کا دھچکا لگا ہے۔ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے اندازے کے مطابق 11 لاکھ افراد بے روزگار اور کم از کم 4 لاکھ گھر مکمل طور پر منہدم ہو گئے ہیں۔ ابھی تک ساری دنیا سے آنے والی مدد 70 کروڑ ڈالر ہے جو مطلوبہ فنڈ کا 6 فیصد بھی نہیں۔ ہم نے کہا کہ امریکہ کا ساتھ دینے کے باعث اب ہمیں بیرونی قرضوں کی ضرورت نہیں رہی اور ہم نے کشکول توڑ دیا اور آج ہم دنیا بھر کے چوراہوں میں جھولی پھیلائے صدا لگا رہے ہیں۔

کیا یہ سچ نہیں کہ وہ ساری تباہی و بربادی ہمارا مقدر بن گئی جس سے بچنے کے لیے ہم نے امریکہ کو اپنا کندھا پیش کیا تھا اور وہ سارے ثمرات غارت ہو گئے جن کے لالچ میں ہم نے ایک برادر اسلامی ملک کے خاک نشینوں کے سینے چھلنی کیے تھے۔

یہ سب کیا ہے؟ کیا یہ محض زمین کے نیچے رکھی پلیٹوں کا کیا دھرا ہے؟ شاید نہیں' یقیناً نہیں۔ ایسا سوچنا خالق کائنات کے دست ہنرمند کی نفی کرنا ہے۔ مجھے تو یہ چال بھی بے کل کیے ہوئے ہے کہ اگر ہمارے انکار کی صورت میں امریکہ 28 ہزار مربع کلومیٹر علاقے پر 60 ہزار بم برساتا اور اگر برساتا بھی تو کیا تباہی و بربادی کا حجم یہی ہوتا اور اگر ہوتا بھی تو کیا ہماری دولت خودی اور متاع حمیت محفوظ نہ رہتی؟ ہم نے کتنے خسارے کا سودا کیا! (بشکریہ: روزنامہ نوائے وقت)

تنظیم	اسلامی	کا پیغام
نظام	خلافت	کا قیام

ہمارا سفر ہے بنامِ محمد ﷺ

——مظفر وارثی——

نظامِ خلافت' نظامِ محمد ﷺ — ہمارا سفر ہے بنامِ محمد ﷺ
خدا کو فقط حاکمیت کا حق ہے — یہی سوچ ہے احترامِ محمد ﷺ
ہے بنیادِ جمہوریت کی ہماری — حلالِ محمد ﷺ' حرامِ محمد ﷺ
جو قرآن و سنت ہو آئین اپنا — سنیں عدلیہ سے کلامِ محمد ﷺ
کرے غیر مسلم نہ قانون سازی — نہیں جانتا وہ مقامِ محمد ﷺ
پس سود سارے خسارے چھپے ہیں — لڑے کیوں خدا سے غلامِ محمد ﷺ
رکھیں واسطہ کیوں شراب اور جوئے سے — ہے دل اپنا جائے قیامِ محمد ﷺ
ہر انسان کی قدر و قیمت ہے یکساں — مساوات' پہلا پیامِ محمد ﷺ
جہادوں سے ہوں کیوں نہ آراستہ ہم — یہ تلوار رکھتی نیامِ محمد ﷺ
جو بوئے جو کاٹے' زمیں پر حق اس کا — مشقت کا لقمہ طعامِ محمد ﷺ
اگر صاحب تخت' امامت کرائے — تو ہوں سامنے صبح و شامِ محمد ﷺ
شریعت کا آنکھوں میں سبزہ بچھا لو — اگر دیکھنا ہے خرامِ محمد ﷺ
نوید انقلابِ نوی کی سنائے — درودِ محمد ﷺ سلامِ محمد ﷺ

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ' ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام وطعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے روشن اور ہوادار کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امانت کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

survival, they would support any policy that would ensure bread and butter immediately. They are least bothered with values and the higher objective in life.

Many members of the elite surrounding the puppets understand quite well that true independence and living by Islam would bring an end to their present life-style and their local level exploitation. However, it is not certain that they are strong enough to fend off the surge for real independence. An increasing number of people realize that if they don't stand up to their local dictators today, they would have to pay an even bigger price, like Iraqis, tomorrow when the selling out spree of their puppet leaders would leave them with nothing more to sell and a direct occupation by the US and its allies would become inevitable.

Even if Muslims don't realize the reality, there is little doubt that sooner or later the US and its allies would have to admit once again that war and violence solve nothing. But by then it may be too late to restore themselves as viable and competitive nations. The US in particular would be replaced as the world Ruling State by Israel, defending whose crimes against humanity has become the top most priority of the US.

The surge for Muslim independence and self-determination would nevertheless continue and the final show down might occur with the upcoming Ruling State than with the present one.

✿✿✿✿

اطلاع

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث پریس اور دفاتر بند رہیں گے۔ لہٰذا

"ندائے خلافت"

کا آئندہ شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

(ادارہ)

مشتری ہوشیار باش

فرقان دانش خان

ایک بندۂ مومن اپنے رب کی رضا کی خاطر اپنے اور اپنے بچوں کے لیے رزق حلال کا اہتمام کرتا ہے۔ اُسے اپنے رزق کو حرام سے بچانے کے لیے سودی معاملات سے بچنا پڑتا ہے، رشوت سے جان چھڑانا ہوتی ہے، دوسرے کے مال کو ناحق اپنے مال میں شامل ہونے سے بچانے کے لیے چوکنا رہنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے کام کو ایمانداری سے سرانجام دیتا ہے تاکہ اس کی آمدنی میں رزق حرام شامل نہ ہو۔ لیکن دوسری طرف شیطان اور اس کے چیلے اہل ایمان کی ان کوششوں پر پانی پھیرنے کے لیے دن رات مصروف عمل ہیں۔ ان ابلیسی ایجنٹوں کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے رزق میں کسی نہ کسی طرح حرام شامل کر دیا جائے اور پھر نہ ان کی کوئی عبادت قبول ہو اور نہ دعا۔

اس سلسلے میں ہمیں کراچی سے اطہر شاہ صاحب کا مراسلہ موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے اس حوالے سے ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کس طرح کراچی کے بعض سکولوں میں سلانٹی کی طرز پر بچوں کے لیے کھانے کی پُرکشش اشیاء نہایت سستے داموں مہیا کی جارہی ہیں جن میں خنزیر کے اجزاء شامل ہیں۔ ڈھٹائی کی انتہا یہ ہے کہ یہ Mr. Porky کے عنوان کے تحت مہیا کی جارہی ہیں یعنی اس کا نام بھی خنزیر سے ماخوذ ہے لیکن شاید عام لوگ اس لفظ Pork سے واقف نہیں ہے۔ لکھتے ہیں:

Be careful in purchasing the "SLANTY" and such sort of products for your children. Attached image is also the same product selling in Pakistan in some areas of Karachi. My sister is a teacher in a Govt. School at Shah Faisal colony. On 05/09/2005, an old lady came with this product and sold it to hundreds of school children there. She sold all at a very cheaper price of Re.1/- per piece. My sister also brought 5 pieces at home, but thanks God that my brother identified that this is made of some "HARAM" material. I communicated this matter to most of my friends and relatives and found that most of them were un-aware of the word "PORK" as pig meat but every one was known to "PIG"

اس مراسلے کی روشنی میں ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ آئندہ خورد و نوش کی کوئی بھی ایسی چیز جو غیر ممالک سے درآمد شدہ یا تیار کردہ ہو اس کے اجزائے ترکیبی پر تحقیق کر کے استعمال کی جائے' کیونکہ غالب گمان یہ ہے کہ یار لوگ اس کی تیاری میں بے دھڑک حرام اجزاء استعمال کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ عرصہ قبل ایک تفصیلی مضمون مختلف اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے کہ جس امپورٹڈ خوراک کے اجزاء میں "E" کے ساتھ کسی عدد کو ظاہر کیا گیا ہو وہ خنزیر کے گوشت یا چکنائی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ کوڈ ورڈ اسلام دشمنوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے استعمال کرنا شروع کیا ہے۔

آخر میں والدین سے گزارش ہے کہ نہ صرف وہ خود محتاط رہیں بلکہ اپنے بچوں کی سکول انتظامیہ کو بھی ان معاملات سے باخبر کریں تاکہ سکول میں کوئی اس قسم کی اشیاء فروخت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

مراسلہ میں مذکورہ پیکٹ جس میں حرام اجزاء شامل کیے گئے ہیں کا دونوں اطراف کا عکس

Vol: 14 Regd. No. LRL -50 No. 40

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeemorg)

The New Surge for Real Independence

After more than half a century of strategic withdrawal of the West in the name of decolonization, Muslims everywhere are disillusioned with the experimentation of political democracy and market economics. However, reawakening is underway. Today many Muslims equate democracy with crime and disorder, and the market economy with corruption, systematic exploitation and perpetual poverty.

Who do they blame for that? The kings, the generals and so-called democratic presidents, of course, and their supporters in the West who left behind systems and structures that ensure their perpetuation in power. Distrust of the West skyrocketed in the post 9/11 period in which Bush and Blair administrations lied through their teeth to portray their bloody adventures as operations for freedom and democracy.

As a result, public opinion is slowly returning to pre-decolonization attitudes. A visceral perception of the West as an alien and hostile force — that remained in place due to continuation of colonization with other, more effective means — has now further consolidated. It is being stoked continuously by the Western leaders' tall claims to the supremacy of their "way of life" and by the constant criticism that the problem lies with Muslims, their faith, their way of life, their corruption, lack of education and overall under-development.

As a result, a broke but reawakened Muslim world seems to be turning ever more inward, discouraged by leaders who deliberately exploit totalitarian and xenophobic sentiments of the West for their own advantage. They promote the fear of Islam and the concept of living by Islam to promote themselves as defenders of secularism and the status quo.

The West is waging the war in the Muslim world not only as a military but also as a political campaign. Its declared goal is to destroy all the terrorists and extremists who refuse to live by the way of life imposed from outside. But this can never be achieved by the indiscriminate use of force, installing new puppet regimes and supporting the old autocrats; that strategy leads to a disproportionately high number of civilian casualties and virtually a total loss on the front for winning hearts and minds.

That's fine for now. War strategists in London and Washington realize, however, that enthusiasm for Bush and Blair and the war could evaporate only if the military operation in Iraq fails to produce a decisive victory or the official body count of occupation forces grows too high.

To avert this threat, the neo-colonialists are trying to undermine and silence its political opponents, and manipulate "mainstream media" under the control of corporate world which has a huge interest in continued direct and indirect occupations in the Muslim world. Instead of leaving Muslims alone to live their life as they like, the proposed new measures in Britain, for example, are solely focused on silencing critics of the policies of war and domination.

The US and its allies are willing to put democracy, human rights and civil liberties on hold and put relations with their own masses at risk to remain completely unrestrained domestically, to use any amount of force in Iraq, Afghanistan and elsewhere in the Muslim world, and to rig elections or discredit opponents.

Moreover, some of Bush and Blair's strategists have apparently advised them to take the initiative and respond to criticism with extremely tough rhetoric of their own. They seem to agree with this tactic; witness Blair's harsh performance after 7/7 and even Pope's lecturing the Muslim world. As long as puppets like Musharraf and others remain relatively committed to selling something of interest to the West — such as meeting Israeli counter-parts publicly, addressing Jewish National Congress about the "moderate" mantra, paving the way for recognizing Israel, etc. — war strategists believe, a showdown with the beleaguered Muslim world is not only desirable but also affordable. This misperception is reinforced by the traditional Christian Zionists and neo-cons belief in the supremacy and nobility of Western civilization.

As a result an expanding political coalition supports re-decolonization for real independence of the Muslim world. A growing number of people now realize that Muslim actually never got the right to self-determination in the wake of so-presented decolonization.

The emerging movement for re-decolonization, real-independence or a single Islamic State, whatever one may call it, is an unlikely combination of politicians who feel themselves hostage to the foreign imposed heads of state and policies; disappointed religious leaders who thought they can make progress towards establishing a just socio-politico order while working through the so-called democratic system; a growing number of military leaders who worked with CIA, and the youth who are more aware of the double standards of the US and its allies due to their accessibility to all kinds of information from history to current affairs. All of them share a common interest in liberating the Muslim world from the West's annoying and intrusive influence.

The Anglo-American response to such developments is quite predictable: scapegoating Islam. They are asking puppet regimes to crack down on religion. To fool their own public, they would say that the problem is due to "poisonous mis-interpretation of Islam." The puppet Muslim leaders and analysts with a slave mentality constantly try to convince the masses that genuine independence and living by Islam is not only impossible, it would also cost Muslims dearly. They paint a picture in which Islam is presented as anti-liberty, anti-freedom, anti-human rights and particularly anti-women.

Is emergence of a single Islamic entity inevitable? That may seem unclear; but it is on the rise, there still is no overwhelming anti-Western consensus that could overcome the zeal of those Muslims who are still after the glittering dollars, power, prestige, name or freedom to satisfy baser instinct of human nature. In fact, a substantial segment of the public is still poles asunder from understanding the true spirit of Islam and the desire to live by it. Most of them are so hopeless of any positive change that it has made them oblivious to the need and the will to struggle for making a difference. Locked in the struggle for